بیانِ حضورؐ

یعنی رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی منظوم سیرۃ پاک

از

حضرت بہزاد لکھنوی

ناشر۔ ساقی بک ڈپو۔ دہلی

باراوّل — مطبوعہ جید برقی پریس دہلی — قیمت [illegible]

مضامین

پیش لفظ

حضرت بہزاد لکھنوی دلّی ریڈیو اسٹیشن سے ہر جمعہ کو ایک نعت نشر کرتے تھے جسے سننے کیلئے محبانِ رسول ایک ہفتے تک بیچین رہتے تھے۔ یہ سب نعتیں "موجِ طہور" میں شریک کرلی گئی ہیں۔ حضرت بہزاد کی نعتوں میں ایک خاص نوع کی والہانہ شیفتگی نمایاں ہے اور اسی سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر بہزاد صاحب سیرۃِ رسول کو نظم کر دیں تو یہ نہ صرف اُن کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا بلکہ اس کتاب کی اشاعت سے مسلمانوں کی ایک بڑی ضرورت بھی پوری ہو سکے گی۔ ابتک ہماری میلاد کی محفلوں میں جو میلاد نامے پڑھے جاتے ہیں اُن میں عجیب و غریب روایات اور بعض دفعہ کچھ ایسی لغویات کا مذکور ہوتا ہے جنہیں سنکر ہمارا تعلیمیافتہ طبقہ ایسی محفلوں سے متنفر اور بیزار ہو چلا ہے۔ ضرورت ایک ایسی کتاب کی تھی جس میں سیرۃ رسول تاریخی شواہد کی روشنی میں پیش کی گئی ہو اور یہ پوری کتاب منظوم ہو تاکہ خوش الحانی سے میلاد کی محفلوں میں پڑھی جا سکے۔

میں بہزاد صاحب کا شکرگذار ہوں اور میرے ساتھ آپ بھی شکرگذار رہینگے کہ اپنی بے انتہا مصروفیات کے باوجود اُنہوں نے "بیانِ حضور" جیسی پاکیزہ سیرۃ لکھی اور اس طرح عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوئے۔

شاہد احمد دہلوی

ساقی بک ڈپو۔ دہلی

۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۲ء

طلبِ مدد از سرورِ کائنات

المدد اے رحمت العالمیں حق کے حبیب
المدد اے حامیِ اُمّت مددگارِ غریب
آپ کی ذاتِ گرامی سے ہیں یہ کون و مکاں
آپ پر صدقے نہ ہوں قرباں ہوں کیوں انس و جاں
آپ کے جلوے نمایاں حُسن کی ہر شکل سے
آپ کی نورانیت کے عکس سے عالم بنے
آپ کے جلووں سے ہی عشق و محبت کی نمود
آپ کی تنویر سے فردوس و جنّت کی نمود
آپ کی تخلیق ہی تو ہے بنائے لفظِ کُن
آپ کے ہی فیض سے گونجی نوائے لفظِ کُن

ورنہ اس سے قبل کیا تھا ہر دو عالم کا نظام
کچھ نہ تھا جُز ذاتِ ربّی عالمِ ہو تھا تمام
قوتِ قدرت نے کارِ اوّلیں اتنا کیا
سب سے پہلے آپ ہی کے نور کو پیدا کیا
آپ کو پیدا کیا۔ پیدا کیا اتنا حسیں
دیکھ کر شیدا ہُوا خود جس کو ربّ العالمیں
پھر خیالِ قدرتِ حق میں ہُوا یہ آشکار
یہ مرا محبوب ہے میں محبوب کا پروردگار
کیوں نہ پھر دلچسپیوں کا کوئی ساماں کیجئے
عبد و معبودی کے عنواں کو نمایاں کیجئے
لفظِ کُن کی آئی اسکے بعد اک شیریں صدا
عالِم ہوا ایک پل میں رشکِ صد عالم بنا
گنبدِ گردوں کی نیلی چادریں سر پہ کھلیں

زیرِ پائے پاک رہنے کے لئے پھیلی زمیں
آسمانوں پر ہوئے فردوس و جنّت جلوہ ریز
اور زمینوں پر یہ گلزارِ حسین و مشک بیز
آپ کے ہی عکس سے شام و سحر ظاہر ہوئے
آپ ہی کے نور سے شمس و قمر ظاہر ہوئے
اس طرف ذرّے درخشاں اور منوّر ہو گئے
اُس طرف تاروں سے روشن شب کے منظر ہو گئے
الغرض سب نے پیا اس جلوۂ رنگیں کا جام
اس طرف صبحِ نمایاں اس طرف رنگین شام
اس طرح سے آپ کے باعث یہ دو عالم بنے
خاک باد و آب و آتش سب ملے آدم بنے
آپ کے ہی نور کی پیاری تجلّی تیز تیز
تھی جبینِ حضرت آدم سے پیہم جلوہ ریز

حضرتِ آدم کو بخشی آپ نے نورانیت
حق نے بخشی تھی نبوت آپ کے انسانیت
شاہِ دیں میں بھی ہوں طالب اک نگاہِ مہر کا
دیجئے اک بے سہارے کو بھی کوئی آسرا
کام کرنا ہے مجھے کچھ، کچھ مدد درکار ہے
آپ کی گر ہو نگاہِ لطف بیڑا پار ہے
اب زباں سے آپ ہی کا نام لینا ہے مجھے
آپ ہی کی زندگی سے کام لینا ہے مجھے
نظم کرنا چاہتا ہوں سیرتِ پاک آپ کی
موجزن ہے دل میں الفت شاہِ لولاک آپ کی
آپ کے افسانہ ہائے پاک دہرانے کو ہوں
جو نہ پایا آج تک وہ مرتبہ پانے کو ہوں
ملتجی ہوں التجا لِلّٰہ نہ رد کیجے مری

طالبِ امداد ہوں آقا مدد کیجے مری

شجرۂ پاک

قدرتِ حق نے سوئے عبدِ مناف پاک ذات
از رہِ لطف و کرم کی اک نگاہِ التفات
آپ کو ایسے عطا فرمائے دو توام پسر
قدرتِ ربی سے چسپیدہ تھے جو باہم دگر
دیکھکر حیراں ہوئے اہلِ قبیلہ آپ کے
دیکھکر بچوں کی حالت ہوش اُڑے خود باپ کے
دفعتًا حیرانیوں کا اس طرح ٹوٹا طلسم
کر دیا تلوار سے آخر جُدا بچّوں کا جِسم
ہو گئے لڑکے بہر صورت جُدا تلوار سے
زندگی کی سب سے پہلی منزلِ دشوار سے

ایک بھائی کا امیّہ نام تھا ہاشم تھے ایک
نیک جیسی صورتیں تھیں ویسے ہی اطوار نیک
ان میں سے تھی حضرتِ ہاشم پہ قدرت کی نظر
اُن پہ صدقے ہو رہے تھے کوکب و شمس و قمر
پرورش پاکر ہوئے یہ فخرِ قوم و خاندان
ان کو قدرت نے کیا فخرِ زمین و آسماں
جب چڑھے پروان تو شادی مدینے میں ہوئی
یعنی ان کی خانہ آبادی مدینے میں ہوئی
ان کو اک فرزند عبد المطلب جیسے ملے
جن کی جانب در کھلے انوارِ ذاتِ پاک کے
یہ جواں ہو کر بنے سردار اپنی قوم کے
سنتے تھے دکھ درد اور آزار اپنی قوم کے

حضرتِ عبداللہ

ان کے بیٹے یعنی عبداللہ جیسے نونہال
مل نہیں سکتی کسی عالم میں بھی جن کی مثال
ان کو بھی بخشا خدا نے افتخارِ دو جہاں
ان کی ہی قسمت میں تھا جانِ زمین و آسماں
ان کو ہی حامل کیا قدرت نے نورِ پاک کا
باپ ان کو ہی کیا حق نے شہِ لولاک کا
عقد ان کا ہی ہوا تھا ہمرہ بنتِ زہب
یعنی بی بی آمنہ سے ہے اُمِّ کُل جن کا لقب
کون بی بی آمنہ جو فخرِ صد عورات ہیں
پاک اور پاکیزہ جن کی زیست کے حالات ہیں
جنکی قسمت کی قسم سب عورتیں کھاتی ہیں آج

اُمِّ محبوبِ خدائے پاک کہلاتی ہیں آج
آمنہ بی افتخارِ دین و دُنیا ہو گئیں
پالیا جب نور تو کچھ دن میں بیوہ ہو گئیں

ولادتِ باسعادت

بعد انکی موت کے گذرے تھے دو ہی چار ماہ
رحمتِ حق جوش میں آئی ہے رحمت خود گواہ
رحمتوں کی دونوں عالم میں بہاریں چھا گئیں
رونقیں بے ساختہ کون و مکاں پر آگئیں
ذرّہ ذرّہ کُل زمیں کا مُسکرا اُٹھا یہاں
تارہ تارہ آسماں پر جگمگا اُٹھا وہاں
یوں تبسّم ریزیاں کرنے لگی کُل کائنات
دوڑ جائے جس طرح ہر چیز میں رُوحِ حیات

رقص میں تھا پتہ پتہ گُل چمن تھا خندہ زن
رنگ و بو کے فیض سے ہر پھول میں تھا بانکپن
عرش پر بھی امتیازی ہو رہی تھی دُھوم دھام
ہو رہا تھا اک خصوصی تہنیت کا اہتمام
چھڑ رہے تھے خلد میں پیہم وہ نغماتِ جواں
جن کو سُن کر مست ہوتے تھے زمین و آسماں
کونسی تاریخ تھی اور کونسا یہ ماہ تھا
کون یہ دن تھا کہ ہر عالم مسرت گاہ تھا
تھی ربیع اولیں[1] کی پاک تاریخِ نہم
دونوں عالم ہو رہے تھے رحمتِ خالق میں گم
رحمتوں کا ہو رہا تھا عرش سے پیہم نزول
فرش پر تھا جلوہ افگن حضرتِ حق کا رسول

[1] عام طور سے ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت باسعادت مشہور ہے لیکن تحقیق شدہ تاریخ ۹ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ہے۔

اس ولادت سے جسے دیکھو وہی مسرور تھا
ذرّہ ذرّہ دہر کا رشکِ چراغِ طور تھا
آج عبد المطلب شاداں تھے بیحد و حساب
آپ نے بڑھکر کیا اپنی بہو سے یہ خطاب
فخر کر تو اپنی قسمت پر کہ یہ تیرا پسر
بنکے آیا ہے جہاں کے واسطے خیر البشر
یہ ترا درِّ یتیم۔ اس کا "محمدؐ" نام ہے
رحمت اللعالمیں پیغمبرِ اسلام ہے
اللہ اللہ یہ ترا فرزند ہے حق کا حبیب
تیرا بچّہ ہے رسولِ حق خوشا تیرے نصیب
کہکے یہ آغوش میں بچّے کو بڑھکر لے لیا
پیار اس کو کر کے شکرِ خالقِ اکبر کیا
اور چلے بچے کو لیکر سوئے بیت اللہ آپ

کر رہے تھے طے یہ ہر انداز حق کی راہ آپ
سب سے پہلے بچہ بیت اللہ سے واقف ہُوا
سب سے پہلے گود میں کی جد کے طے راہِ خدا
ہو کے بیت اللہ سے واپس سوئے خانہ ہُوا
شمع روئے مادرِ اقدس کا پروانہ ہُوا
ایک ہفتے تک یونہی آغوشِ مادر میں رہا
ساتویں دن ہو گئی رسمِ عقیقہ بھی ادا
خوش تھے عبد المطلب اس درجہ اس مولود سے
شاد کر لیتے تھے آنکھیں اس دُرِ مقصود سے
کُل قبیلے کو کیا بچّے سے اپنے روشناس
یعنی ساری قوم آئی احمدِ مرسل کے پاس
دیکھ کر حُسن و جمالِ پاک کو حیراں تھے سب
آنکھیں خیرہ تھیں زبانوں پر تھا لفظِ بالعجب

کہہ رہا تھا ہر بشر اک دوسرے سے بالیقیں
اسکے چہرے سے ہے ظاہر نورِ رب العالمیں
جب کیا دریافت اہلِ قوم نے بچے کا نام
بولے عبدالمطلب سب سے "محمدؐ" ذی انام

حلیمہ زوجۂ ابوکشہ

تھا قریشی خانداں کا ان دنوں دستور عام
شیر خواری کیلئے بچوں کی کرتے انتظام
ڈھونڈتے تھے ہر جگہ پر کوئی عورت شیر دار
تندرست و پاک باطن پاک باز و ہوشیار
کوئی مل جاتی تو پھر بچے کو پلواتے تھے دودھ
جسقدر ہوتے تھے بچے بس پوہی پاتے تھے دودھ
تاکہ بچہ بھی توانا اور طاقتور بنے

جنگ کا موقع جو ہو تو فاتح لشکر بنے
جب محمد مصطفےٰ ابھی آٹھ دن کے ہو گئے
گھر سے عبد المطلب بھی فکرِ دایہ میں چلے
پہونچے جا کر خاندانِ سعد کے خیموں کے پاس
جن میں دایہ قسم کی عورات آئی تھیں بچار
ایک خیمہ جس سے تھی پیہم فلاکت آشکار
جس میں رہتا تھا ابو کبشہ غریب و باوقار
زندگی جس کی بسر ہوتی تھی اک افلاس سے
جی رہے تھے مزدوزن اک دو کے کی آس سے
خاندانِ سعد کے یہ جسقدر گھر تھے یہاں
عارضی تھے کیونکہ اک آکر رکا تھا کارواں
عورتیں اس خاندان کی کرتی تھیں سب دایگی
اور بسر کرتی تھیں اس صورت سے اپنی زندگی

بڑھکے عبد المطلب نے ہو کے خوش آواز دی
اہلِ خانہ کون ہے؟ اس گھر کے اندر ہے کوئی؟
سُن کے حارث آپ کی آواز باہر آگیا
کُنیّت اس کی ہی بو کشبہ تھی جو حاضر ہوا
آپ نے پوچھا کہ بتلادے ترا کیا نام ہے
کام کو آیا ہوں میں اس جا، یہ مجھکو کام ہے
کوئی عورت بھی ہے ایسی جو کہ دایا بن سکے
چاہیئے ہے مجھکو اک معصوم بچّے کے لئے
ہو کے خوش حارث یہ بولا ہاں ابھی آتی ہے وہ
اس کا شوہر ہوں مری گھر والی کہلاتی ہے وہ
کر کے آتی ہے ابھی اک پل میں کعبے کا طواف
بات مابین آپکے اور اُس کے ہو جائیگی صاف
آپ بولے سوئے کعبہ میں ہی خود جانے کو ہوں

نام بیوی کا بتا دے تا کہ مَیں پہچان لوں
وہ یہ بولا نام ہے اس کا حلیمہ سعدیہ
ڈھونڈ لیجئے گا اسے کافی ہے یہ اس کا پتہ
ہو رہی ہے زندگی بے حد غریبی میں بسر
کٹ رہے ہیں بس خدا کے نام پر شام و سحر
آپ کے بچے کے صدقے ہی میں یہ دن دُور ہوں
دَورِ غربت کا کٹے ہم شاد ہوں مسرور ہوں
آپ نے فرمایا مردِ نیک اطمینان رکھ
مفلسی حق دُور کرنے کو ہے تیری جان رکھ
آپ یہ فرما کے سوئے خانۂ کعبہ گئے
اور حلیمہ سعدیہ کو بھی وہاں پر پا گئے
آپ نے فرمایا اس سے اے حلیمہ سعدیہ

مجھکو شوہر نے ترے تیرا بتایا ہے پتہ
میں تجھے لینے کو آیا ہوں تو میرے ساتھ چل
میرے ارمانوں کے دریا میں کھلا ہے اک کنول
اسکو تو ہمراہ لے اور دودھ کی دھاروں سے پال
گود میں لے چل کے اسکو بھوک سے ہے وہ نڈھال
سُن کے یہ فرمانِ عبدالمطلب شاداں ہوئی
لُطفِ ربِّ دوجہاں پر لے کے گریاں ہوئی
شکرِ حق کر کے وہ عبدالمطلب کے ساتھ ساتھ
سوچتی آئی کہ دیکھیں کتنی دولت آئے ہاتھ
آکے جب بچّے کو دیکھا دیکھکر حیراں ہوئی
آج تک دیکھی نہ تھی یہ حُسن کی تابندگی
اس قدر معصوم چہرا رشکِ ماہ و آفتاب
یعنی پہلے تھا نہ اب ہے اور نہ ہونا ہے جواب

بڑھکے بچے کو حلیمہ نے لیا آغوش میں
دُودھ کی دھاریں حلیمہ کے چلیں اک جوش میں

اس کمسنی میں دیکھا جب حلیمہ نے یہ حال
دُودھ کم ہونے پہ اتنا دُودھ یہ حق کا کمال

میں تو خود بچے کا اپنے پیٹ بھر سکتی نہ تھی
دُودھ بڑھ جائے گا یہ اُمید کر سکتی نہ تھی

یہ سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ کیا احوال ہے
معجزہ ہے سر بسر اس کا یہ کس کا لال ہے

قدرتاً اس کی محبت مجھکو کیوں پیدا ہوئی
اپنے بچے سے زیادہ اس پہ میں شیدا ہوئی

جس قدر بھی دُودھ اُترے گا پلاؤنگی اسے
آج سے اس کی ہوں میں اپنا بناؤں گی اسے

قلب کھنچتا ہے مرا اس کی طرف کرنیکو پیار

دل کی آگ ہے جوش زن اور دودھ کا بے حد اُتار
اس کی پیشانی منور ہے یہ کس کے نور سے
جلوہ ہائے حق سے ہی یا جلوہ ہائے طور سے
سُن کے عبد المطلب یہ نیک دایا کا کلام
بولے یہ بچہ ہے وہ جس پر درود یا سلام
بھیجتی ہے قدرتِ حق بھیجتے ہیں بحر و بر
رحمت اللعالمیں ہے یہ۔ یہ ہے خیر البشر
یہ وہ بچہ ہے کہ جو ہے باعثِ کون و مکاں
ہیں اسی کے واسطے فرشِ زمین و آسماں
ہے یہی بچہ حبیبِ حق یہی محبوبِ حق
طالبِ حقانیت یہ ہے یہی مطلوبِ حق
پرورش اسکی ملی تجھکو رہے تیرے نصیب
تجھ پہ سو شہزادیاں صدقے ہوں تو وہ ہی غریب

سن کے یہ احوال سکتے میں حلیمہ رہ گئی
جانے کیا جوشِ عقیدت میں زباں سے کہہ گئی

لیکے عبدالمطلب سے وہ اجازت شاد شاد
لے چلی یہ آمنہ سے کہہ کے ہو عمرت زیاد

فکر بچے کی طرف سے تم نہ کرنا زینہار
لاکھ بچے ہیں مرے اس ایک بچے پر نثار

دیکے اطمینانِ کلّی ان کو یہ رخصت ہوئی
لیکے داخل اپنے گھر میں جانِ صد رحمت ہوئی

پرورش

آکے شوہر سے کیا اپنے بیاں کل ماجرا
کس طرح فضلِ خدا سے اس کو یہ بچہ ملا

اور بچہ بھی وہ بچہ جو ہے فخرِ کائنات

جسکے ظاہر ہو رہے ہیں آج ہی سے معجزات
دودھ کی میرے فراوانی ہی جس کی خود ثبوت
جلوہ در آغوشِ پیشانی ہے جسکی خود ثبوت
سُن کے یہ، شوہر حلیمہ سعدیہ کا خوش ہُوا
تم کو یہ بچّہ ملا گویا مقدّر کھُل گیا
دین بھی حاصل ہُوا، دُنیا بھی حاصل ہو گئی
ہر کلی گویا قلوبِ غمزدہ کی کھِل گئی
دونوں مل کر یہ زن و شوہر پرورش کرنے لگے
آپ کی اُلفت کا دونوں دل سے دم بھرنے لگے
آپ کی تکلیف کا دونوں کو رہتا تھا خیال
پرورش پاتے ہوئے یوں آپ کو جب چار سال
لیکے پھر ملنے حلیمہ خوش خوش آئیں آپ کو
آمنہ بی بی کے ہاں خدمت میں لائیں آپ کو

اور کہا لونڈی سے یہ اپنی امانت لیجئے
اور مجھے پروانۂ فردوس و جنّت دیجئے
سُن کے تب یہ آمنہ نے یوں حلیمہ سے کہا
دو جہاں میں کون ہمسر ہے تری تقدیر کا

وفاتِ حضرت آمنہ و حضرت عبدالمطلب

آپ کے والد نے پائی تھی مدینے میں وفات
سر جھکاتی ہے جہاں کی سرزمیں پر کائنات
قبر عبداللہ لوگوں نے بنائی تھی وہیں
رشک کرتی ہے جہاں کی ذرّے ذرّے پر زمیں
آمنہ ہر سال اظہارِ عقیدت کے لئے
طیبہ جاتیں قبر شوہر کی زیارت کے لئے
پہونچیں وہ اک برس بھی حسب دستورِ قدیم

ساتھ عبدالمطلب تھے اور اک ننھا یتیم
نام تھا دُرِّ یتیم پُر ضیا کا مصطفیٰ
خود کا تھا نورِ نظر لختِ جگر مرحوم کا
باپ کی تربت پہ دو آنسو بہانے کے لئے
فاتحہ کو ننھے ننھے ہاتھ اُٹھانے کے لئے
ساتھ تھا وہ پیاری ماں کے اور جدِّ پاک کے
چمکے اسکی ضو سے کل ذرّے وہاں کی خاک کے
جب ہوئیں ماں فاتحہ پڑھکر مدینے سے رواں
راستہ میں ہو گئیں بیمار ایسی ناگہاں
آگیا پیکِ اجل رُخصت ہوئیں اس دہر سے
دفن ہیں ابواؔ ہی میں دُور اپنے شہر سے
آمنہ کو دفن کر لے اُس زمینِ پاک پر
بے ہراس و مضطر و دیوانہ وار و منتشر

لہ ابوا ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور مدینے کے درمیان واقع ہے۔

آئے عبد المطلب مکّے کی جانب دل تباہ
لیکے بن ماں باپ کے پوتے کو کرتے آہ آہ
پرورش کرتے رہے اُلفت بھرے انداز سے
رکھتے تھے پوتے کو اپنے پیار سے اور ناز سے
چاہتے تھے اپنے بیٹوں سے زیادہ آپ کو
یاد کچھ کرنے نہ پائیں تاکہ یہ ماں باپ کو
اور جب دو سال گزرے کر گئے جدّ انتقال
یعنی عبد المطلب نے پرورش کی آٹھ سال
اور وصیت مرتے دم بیٹے ابوطالب[1] سے کی
آٹھ سالہ یہ بھتیجا ہے امانت میں تری
الغرض جب انتقال جدّ امجد ہو گیا
آپ کو پیارے چچا نے اپنے سائے میں لیا
آپ کو دادا کے مرنے کا ہوا بے حد ملال

[1] حضرت ابوطالب۔ حضرت عبد المطلب کے بیٹے تھے اور حضرت علی کے پدر بزرگوار تھے

پرورش پائی تھی آخر پاس اُنکے آٹھ سال

سفرِ ملکِ شام

آپ اپنی عمر کی جس دن نویں منزل میں تھے
ساتھ ابوطالب چچا کے اک سفر کو چلدئے
شہر مکّہ سے سفر کرتے ہوئے تا شہر شام
آگئے اور آکے بصرے میں کیا اتنا قیام
آئے تھے اس جا ابوطالب تجارت کیلئے
مال و دولت ساتھ تھا اور آپ بھی ہمراہ تھے
رومیوں کے تحت میں آباد تھا بصرا تمام
رومیوں کے رات دن تھے رومیوں کی صبح شام
رومیوں کے ایک راہب[1] نے جو دیکھا آپکو
بڑھکے بولا یہ ابوطالب سے تم یہ تو کہو

---

[1] اس رومیوں کے راہب کا نام "بحیرا" تھا۔

تم ہو باشندے کہاں کے کیا تمہارا نام ہے
اور کیوں اس ملک میں آئے ہو تم کیا کام ہے
نام اس لڑکے کا کیا ہے کس کا یہ فرزند ہے
یہ تو چہرے سے ہی ظاہر ہے کہ دانشمند ہے
سُن کے یہ گفتارِ راہب چُپ ابوطالب ہوئے
نام اور پورا پتہ راہب کو بتلاتے ڈرے
بولا راہب ہاں بتاؤ خوف کچھ کھاؤ نہ تم
ہو گئے کس واسطے تم فکر کے دریا میں گم
میں تمہیں واقف کرونگا اک خصوصی راز سے
اپنے اس لڑکے کے تم واقف نہیں اعزاز سے
تب یہ فرمایا ابوطالب نے اے مردِ کہن
جس کو سب کہتے ہیں مکّہ وہ ہمارا ہی وطن
نام ہے میرا ابوطالب "محمدؐ" اس کا نام

میں تجارت کے لئے آیا ہوں یہ ہے میرا کام
سُن کے راہب نے کہا میرا یہی مقصود تھا
صاف مجھ سے کہہ دیا تم نے بہت اچھا کیا
اب تمہیں بھی واقفِ رازِ نہاں کرتا ہوں میں
آج تک جو راز تھا اس کو عیاں کرتا ہوں میں
ہوں میں راہب رومیوں کا ہوں جہاں دیکھے ہوئے
ہے نظر صد جلوۂ کون و مکاں دیکھے ہوئے
لیکن ایسا کوئی جلوہ آج تک دیکھا نہیں
جس کی حامل ہے تمہارے پیارے بچے کی جبیں
یہ علامت اس میں ایسی ہے کہ کہہ سکتا نہیں
پر کہوں گا بے کہے بھی تم سے رہ سکتا نہیں
اس کا چہرہ کس قدر تابندہ و ضوبار ہے
اس کی پیشانی درخشاں اور پُرانوار ہے

یہ پتہ دیتی ہیں اس کے حُسن کی نورانیاں
روشنی پائیگا اُس کی ذات سے سارا جہاں

جو علامات اسکے بشرے میں ہیں اُن کو دیکھکر
یاد آئی اک کتابِ پاک کی مجھکو سطر

جس میں ہے ایسی علاماتِ حسیں کا تذکرہ
اور لکھا ہے ان کا مالک جو بھی ہوگا برملا

وہ نبی ہوگا پیمبر ہوگا اور ہوگا رسول
اس پہ ہوگا رحمتِ پروردگاری کا نزول

کوئی دشمن قتل کر ڈالے نہ اسکو دیکھکر
ساتھ اس لڑکے کو رکھنا ہے نہایت پُرخطر

حربِ فجار[1]

زندگی کے سال جب یوں پندرہ پورے ہوئے

---

[1] یہ جنگ چونکہ حدودِ حرم میں ہوئی تھی اس لئے "حربِ فجار" کے نام سے مشہور ہے۔

معرکہ آیا نگاہِ پاک کے یہ سامنے
یعنی اک جانب ہیں کچھ اغیار آمادہ بہ جنگ
اک طرف سارے چچا لڑنے کو باتیر و تفنگ
جنگ ہے قیسؔ و کنانہ کے قبیلے سے چھڑی
جتنی ہوتی تھی لڑائی وہ بہر صورت ہوئی
تھے چچا کے ساتھ آنحضرت بھی وقتِ کارزار
جسقدر تھی عمر تھے اس ہی قدر مصروفِ کار
یعنی جتنے دشمنوں کے تیر آتے تھے ادھر
چن کے دیتے تھے چچا کو آپ اپنے بے خطر
ہاشمی دستے کے تھے سردار، سردارِ زبیر
ہاشمی جتنے جواں تھے سب تھے غمخوارِ زبیر

لہ قیس اور کنانہ کے دو قبیلے تھے جن سے ہاشمی جوانوں کی لڑائی ہوئی۔

حلف و قسم

بعدِ جنگ آپس میں پھر یہ عہد نامہ ہو گیا
اک قسم کھائی گئی جس کا کہ یہ مضمون تھا
آج سے کر لے یہ ہر اک شخص عزمِ[۱] مستقل
شہرِ مکہ جو کہ ہے ہر صاحبِ ایماں کا دل
اس میں آ کر لے اگر مظلوم کوئی بھی پناہ
اُس کو ہم دیں گے مدد دُشمن ہی وہ اپنا ہو خواہ
عہد عبداللہ بن جدعاں کے گھر یہ کر لیا
کار بستہ اس عہد پہ پھر ہر قبیلہ ہو گیا
اس حلف کے وقت سب کے ساتھ آنحضرت بھی تھے
دیکھتے تھے ہو رہے ہیں کس طرح طے مرحلے

[۱] یہ عہد و قسم عبداللہ بن جدعاں کے مکان میں قبائل بنی ہاشم بنی اسد بنی تیم کے درمیان ہوئی۔

آپ کو عہدِ رسالت میں حلف یہ یاد تھا
اِس حلف کے یاد آنے پر ہی یہ ارشاد تھا
آج اگر اس قسم کا کوئی کرے عہدِ حسیں
ہو ادا میری زباں سے آفریں صد آفریں
عہد یہ عہدِ حسیں اس عہد کا کہنا ہے کیا
جو کرے یہ عہد ہیں خوش اس سے اور میرا خدا

شادی

الغرض جب سال آیا عمر کا پچیسواں
نوجوانی سے بڑھے آگے ہوئے پورے جواں
ایک عورت نام جن کا تھا خدیجہ تاجرہ
مال اپنا بھیجتیں شام و یمن کو بر ملا
لیکن انکو چاہیئے تھا اک امانت دار شخص

پاک باطن پاک طینت اور نیک اطوار شخص
ہر صفت میں آپ تھے موصوف اور مشہور تھے
فطرتِ پاکیزہ کے باعث گنہ سے دُور تھے
آپ کو بی بی خدیجہ نے تجارت کے لئے
مال دے کر شام کو بھیجا کہ لیکر جائیے
آپ ملک شام پہنچے اور خوش واپس پھرے
منفعت زائد ہوئی ہر مرتبہ ہر بار سے
آپ بے حد ہوئیں خوش اس سفر کے کام سے
کام کے آغاز سے اور کام کے انجام سے
ایک مدت سے تھی اُن کو عقدِ ثانی کی تلاش
اک مناسب سے شریکِ زندگانی کی تلاش
آپ سے ہی عقدِ ثانی کا ارادہ کر لیا
ان سا مل سکتا نہیں کوئی امین و پارسا

اپنی اک لونڈی روانہ آپ کی خدمت میں کی
جو حضورِ پاک میں آکر ہوئی یوں ملتجی
مالکہ میری ہیں بیوہ کہہ رہی ہیں آپ سے
آپ ارادہ کر لیں ان سے عقدِ ثانی کیلئے
آپ واقف بھی ہیں اُن سے عمر ہے چالیس سال
بیوگی کی حالتِ خستہ کا ہے بیحد ملال
آپ نے فرمایا اچھا پر تامل کر ذرا
ہیں ابھی تک تو مرے مختار ابوطالب چچا
تذکرہ اُن سے کروں گا جو بھی وہ فرمائینگے
میں وہی کہہ دوں گا تجھ سے جو زباں پر لائینگے
بعد اس کے آپ نے اپنے چچا سے یہ کہا
عقد کا پیغام دیتی ہیں خدیجہ تاجرہ
سن کے یہ بولے ابوطالب بھتیجے کا کلام

کیا بُرائی ہے چچا کو اس کے دیتا ہوں پیام
جب خدیجہ کے چچا نے یہ سُنا پیغامِ پاک
اور ابو طالب کی جانب سے "محمد" نامِ پاک
خوش ہوئے اور کہہ دیا راضی ہوں میں اس عقد پر
دونوں مل کر ازدواجی زندگی کر لیں بسر
دونوں جانب سے ہُوا جب اجتماعِ خاص و عام
عقد کے دونوں کی تھی اک اہتمامی دھوم دھام
اُس طرف دُلہن بنیں خوش خوش خدیجہ نیک ذات
اس طرف نوشاہ کی صورت تھے فخرِ کائنات
نیک ساعت تھی وہ کیسی جس میں شادی ہو گئی
سرورِ کون و مکاں کی خانہ آبادی ہو گئی

درستیٔ خانۂ کعبہ

آپ اپنی عمر کی پینتیسویں منزل میں تھے
لوگ آمادہ تھے کعبے کی درستی کے لئے
جو شکستہ ہو گیا تھا زد سے اک سیلاب کی
جس میں مکّے کی شریکِ کار کُل مخلوق تھی
جتنی بنیادیں تھیں ابراہیم و اسمٰعیل کی
کھود کر ان پر بنائی پھر عمارت دوسری
ساحلِ جدّہ پہ جو ٹوٹا تھا اک رومی جہاز
اس کی لکڑی سے بنا کعبے کا کل لکڑی کا ساز
یعنی اک نجّار رومی نے کہ جو باقوم[1] تھا
اُس نے سب سامان لکڑی کا بنا کر رکھ دیا
اور تھے جتنے بھی باقی کام کرتے تھے قریش

---

[1] اس رومی بڑھئی کا نام باقوم تھا۔

کھودکر ان ساری بنیادوں کو بھرتے تھے قریش
جب عمارت خانۂ کعبہ کی پھر سے بن گئی
اور ضرورت سنگِ اسود کے جمانے کی ہوئی
سب کے سب اہلِ قبیلہ لڑ پڑے آپس میں یوں
چاہتا تھا یہ ہر اک اس کو جگہ پر میں رکھوں
اپنے ہاتھوں سے کروں میں اس مبارک کام کو
میں کروں حاصل فقط اس مذہبی انعام کو
آپ نے دیکھا وہاں جب یہ نزاعِ خاص و عام
سب کو سمجھایا کہ لڑنے کا نہیں ہے یہ مقام
سب نے مل کر آپ کو حاکم مقرر کر دیا
اس اہم کو بڑھ کے فوراً آپ نے سر کر دیا
یعنی اس کو ایک چادر پر اٹھا لیں مل کے سب
مرتبہ پایا جو ہو وہ مل کے پالیں سب کے سب

فیصلہ یہ آپ کا سنکر ہوئے سب شاد کام
اور کیا ایسا ہی ملکے سب کے سب نے لا کلام
آپ کو اس فیصلے نے کر دیا ممتاز اور
سب کے دل سب کی نظر میں بڑھ گیا اعزاز اور

قبل بعثت

جب حضورِ پاک کی اس طرح شادی ہو گئی
اہلِ مکّہ کی نظر میں آپ کی حرمت بڑھی
آپ کہلاتے تھے مرد پاکباز و نیک خو
آپ سے ملنے کی کرتا تھا زمانہ آرزو
آپ دنیا کی نگاہوں میں تھے ایسے مرد نیک
شہر بھر میں آپ کہلانے لگے ہر طرح ایک
آپ کہلاتے تھے صادق راست گوئی کی تھی دھوم

بُت پرستی کے ادا کرتے نہ تھے ہرگز رسوم
مذہبی پابندیوں کا آپ رکھتے تھے خیال
آپ ڈرتے تھے کہ نازل ہو نہ قہرِ ذوالجلال
آپ کے آئینِ دینداری بہت مشہور تھے
آپ ممنوعات سے ہر طرح کوسوں دُور تھے
آپ کی مشہور تھیں ہر سو امانت داریاں
ڈھونڈتی پھرتی تھیں گویا آپ کو سرداریاں
آپ تھے اُمّی نوشت و خواند سیکھا ہی نہ تھا
کوئی اُستاد و معلّم گویا دیکھا ہی نہ تھا
کوئی ترکہ باپ کے مرنے پہ پایا بھی نہ تھا
ذوق دل میں طمعِ دُنیا کا سمایا بھی نہ تھا
اپنی قوت سے کماتے تھے بسر کرتے تھے عُمر
اور تجارت کو بڑھاتے تھے بسر کرتے تھے عمر

غارِ حرا

شہر کے نزدیک ہی اک غار تھا "غارِ حرا"
جس میں عبدالمطلب کرتے تھے یوں یادِ خدا
سب کی نظروں سے بہت ہی دُور ہو جاتے تھے آپ
اور تنہائی میں یادِ حق میں کھو جاتے تھے آپ
اس جگہ جاتے تھے حضرت بھی عبادت کیلئے
یہ نہیں معلوم ہے کیونکر عبادت کرتے تھے
بچپنے ہی سے تنفّر تھا بتوں کی شکل سے
اپنا خالق رب کو ہی پہچانتے تھے عقل سے
بت پرستوں سے کیا کرتے تھے از حد اجتناب
اور زباں تک سے نہ لیتے تھے کبھی نامِ شراب
کام کیا تھا بس تجارت اور کعبے کا طواف

کام وہ کرتے نہ تھے جو بندگی کے تھا خلاف
آپ کا جو کام تھا معصومیت آغوش تھا
خانۂ دل میں سدا سے بندگی کا جوش تھا
آپ کی نیکی سے ہر فردِ بشر مرعوب تھا
آپ تھے محبوبِ حق۔ حق آپ کا محبوب تھا

بعثت اور نزول وحی

ایک دن غارِ حرا میں تھے یہ محوِ بندگی
یک بہ یک ظاہر ہوئی قدرت نبی اللہ کی
آپ نے دیکھا مقابل ایک ہے شکل عجیب
کہہ رہا ہے وہ کہ جاگے آپ کے سوئے نصیب
میں فرشتہ ہوں خدا کے پاس سے آیا ہوں میں
وحی کہتے ہیں جسے وہ آپ تک لایا ہوں میں

نام ہے جبریل میرا اور لقب رُوح الامیں
آپ کا خادم ہوں اے محبوبِ ربُ العالمیں
پھر کہا پڑھیئے فرشتے نے تو حیرانی ہوئی
صورتِ رُوح الامیں کچھ کچھ تھی پہچانی ہوئی
آپ نے فرمایا پڑھنا جانتا ہی میں نہیں
سُنکے یہ آگے بڑھے یوں آپ کے رُوح الامیں
آپ سے سینہ بسینہ ہو گئے ہو کر قریں
اور بغلگیری میں سختی سے کیا اندوہگیں
آپ کو چھوڑا بغلگیری سے تو بیہوش تھے
ہوش جب کچھ آپ کو آیا تو پھر خاموش تھے
جیسے گم ہوتا ہے کوئی ہیبتی تخئیل میں
کُل فضا بدلی ہوئی تھی خوف کی تشکیل میں
پھر فرشتے نے کہا "پڑھیئے" نہ خائف ہوجیئے

آپ نے فرمایا پھر پڑھنا نہیں آتا مجھے
سن کے یہ روح الامیں نے پھر کیا اگلا عمل
اور حضور پاک کے پھر ہوش میں آیا خلل
الغرض سینے فرشتے نے لگایا تین بار
ہو کے بیہوش آپ ہو جاتے تھے فوراً ہوشیار
تیسری بار آپ آئے جیسے دم اپنے ہوش میں
اور جب جان آئی کچھ قلبِ عبادت کوش میں
باادب ہو کر فرشتے نے یہ حضرت سے کہا
کہیئے یا محبوبِ حق اِقرا بِاسمِ ربِّکَ
آپ نے القصہ جو کچھ بھی فرشتے نے کہا
عَلَّمَ الانسان مالم یعلم تک پڑھ دیا
بعد اسکے اس جگہ سے چل دیئے روح الامیں
وحیِ حق سے گونج اٹھی غارِ حرا کی سرزمیں

ہو کے خائف قدرتی اِن واقعاتِ خاص سے
اس جگہ سے آپ اُٹھے بے حد لرزتے کانپتے
اور پہونچے جا کے گھر بیوی سے فرمانے لگے
بستر اکر دیجئے عجلت سے میرے واسطے
بستر ا ہونے پہ جا لیٹے حضورِ کائنات
اوڑھ کر چادر کہا مجھ سے کرے کوئی نہ بات
دیکھ کر یہ عالمِ شوہر خدیجہؓ ڈر گئیں
خوف اس کا تھا نہ ہو جائیں مبادا خشمگیں
خود نہ تھا ہمیں اُٹھ کے کچھ اس بات کا تھا انتظار
جب طبیعت نے سکوں پایا ہوا حاصل قرار
آپ نے چادر اُٹھائی روئے پُر انوار سے
اور بیوی کو بلایا پاس اپنے پیار سے
اور سنائے جستہ جستہ سب گذشتہ واقعات

آئے یوں رُوح الامیں یوں لائے وحیِ پاک ذات
اور یوں آیاتِ ربّانی سُنائیں اور کہا
جو پڑھوں میں آپ بھی دُہرایئے اس کو ذرا
ہیں نے وہ آیاتِ ربّی سن کے سب دُہرائیں جب
چل دیے رُوح الامیں پھر اس جگہ سے با ادب
خوف سے اس واقعہ کا اس قدر دل پر مرے
جسم لرزا قلب کانپا ہوش قابو سے گئے
آگیا غارِ حرا سے گھر کو ہیبت کھا کے میں
ہوش کرنے کے لیے قابو میں لیٹا آ کے میں
سُن کے وہ بی بی خدیجہؓ نے تسلّی آپ کو
بعد تسکیں یوں مبارک باد بھی دی آپ کو
نیکیاں سب آپ کی اللہ نے کر لیں قبول
وہ بنائے گا بلا شک آپ کو اپنا رسول

بھیجتا ہے حق فقط اپنے رسولوں پر وحی
آپ میں ہیں سر سے پاؤں تک علاماتِ نبی
آپ کرتے ہیں سلوکِ نیک مسکینوں کے ساتھ
آپ رہتے ہی نہیں دُنیا میں بے دینوں کے ساتھ
رائیگاں یہ نیکیاں اللہ کرے گا نہیں
آپ کو رتبہ نبوت کا ملے گا بالیقیں

ورقہ ابن نوفل

کہہ کے یہ آئیں خدیجہ اپنے اک بھائی کے پاس
یعنی ورقہ ابن نوفل نامی عیسائی کے پاس
اور سُنایا اُس کو کل یہ ماجرا گذرا ہوا
واقعاتِ نو یہ نو سنکے یہ سب اس نے کہا
یہ فرشتہ جو کہ آیا تھا ترے شوہر کے پاس

ہاں یہی آتا تھا موسیٰ سے بھی پیغمبر کے پاس
واقفِ رازِ خدا ناموسِ اکبر ہے یہی
جس قدر بھی ہیں ملک ان سب سے بہتر ہے یہی
خالی از حکمت نہیں ہے اس کا آنا ان کے پاس
میری جانب سے ہی ان سے عرض کر دینا سپاس
لیکن ان کو یہ بتا دینا رہیں ثابت قدم
قوم یہ سنکر کرے گی ان پہ وہ ظلم و ستم
ہر نبی کی اُمّتِ ظالم جو کرتی آئی ہے
بدلی استبداد کی ہر ہر نبی پر چھائی ہے
کیا مبارک دن تھا تاریخِ نزولِ وحی کا
تھی اندھیری رات یعنی وقت بھی تاریک تھا
ماہ تھا ماہِ صیام پاک اور نیک و سعید
اُتریں جب پہلی پہل آیاتِ قرآن مجید

اس مہینے کے تھے یہ چھبیسویں شب کے لمحے
آپ تھے چالیس برس چھ ماہ سولہ روز کے

اِسلام کی ابتدا

شہر مکّہ سے ہوئی ہے ابتدا اسلام کی
پہلے مکّے میں ہوئی حُرمت خدا کے نام کی
ان دنوں اہلِ عرب کا مرکزِ عزّت تھا یہ
اب بھی با حرمت ہے یہ اور جب بھی با حرمت تھا یہ
تولیت کعبے کی کرتے تھے یہاں اہلِ قریش
غیرتِ دینی میں تھے از حد عیاں اہلِ قریش
تھے مگر کعبے میں آویزاں بُتانِ آذری
پوجتے تھے سب کے سب انکو بشکلِ کافری
پہلے آنحضرت نے حکمِ رب سے مخفی طور پر

دعوتِ اسلام دی لوگوں کو ہر شام و سحر
لیکن آیا جب یہ حکمِ خالقِ جن و بشر
حکم جو تم کو دیا ہے کہہ دو سب سے کھول کر
مشرکوں کا خوف تم کو کچھ نہ کرنا چاہیئے
صرف اپنے خالقِ اکبر سے ڈرنا چاہیئے
آپ نے یہ حکم سنتے ہی کیا اعلان عام
دینِ حق کی سمت آؤ لو حقیقی رب کا نام
جسقدر بت ہیں تمہارے جن کو تم ہو پوجتے
یہ نہیں خالق تمہارے ہیں یہ پتھر کے بنے
قدرتِ معبودیت تو ہے بڑی شے، ان میں تو
ہاتھ ہلانے تک کی بھی قدرت نہیں خود دیکھ لو
خود ہی ہاتھوں سے بنا کر خود خدا کہتے ہو تم
بندگی میں ان کی آخر کیوں جھکے رہتے ہو تم

اہلِ مکّہ اس رسولِ پاک کے ارشاد سے
اس قدر بگڑے کہ بربادی پہ اُن کی تل گئے
جب ابوطالب نے دیکھی اہلِ مکّہ کی نظر
اور دیکھا ہیں محمدؐ بے ہراس و بے خطر
دشمنوں کی بدسلوکی کا جو اُن کو خوف تھا
آپ کو جوشِ محبت سے حفاظت میں لیا
آ کے لوگوں نے ابوطالب سے یہ شکوہ کیا
تم بھتیجے کو یہ اپنے آج سمجھا دو ذرا
وہ خداؤں کو ہمارے آج سے کوئی نہ بات
اس طریقے کی کہے جس سے کہ کم ہو اُنکی ذات
وہ انہیں ڈالے گا گر بے حُرمتی کے غار میں
تم سے ہو جائے گی چشمک دیکھنا بیکار میں
ان کو بوطالب نے سمجھایا ملائم طور سے

اور کہا آکر "محمدؐ" یہ سنو تم غور سے
لوگ ہو بیٹھے ہیں دشمن کیا ستم کرتے ہو تم
اپنی بنیادوں کو کیوں خود سے قلم کرتے ہو تم
کیوں بُرا کہتے ہو تم ان کے بتوں کو یہ بتاؤ
کیوں بھلا دشمن بناتے ہو کسی کو باز آؤ
آپ بولے اے چچا میں باز آسکتا نہیں
بھول جاؤں سب کو پر حق کو بُھلا سکتا نہیں
آپ خائف ہیں تو بسم اللہ چھوڑیں میرا ساتھ
میری عزّت آبرو ہے خالقِ اکبر کے ہاتھ
جس نے پیدا کر کے مجھکو دولتِ اسلام دی
پاک روز و شب دئے اور پاک صبح و شام دی
گر کوئی شمس و قمر دے دونوں ہاتھوں میں مرے
"اختیارِ کُل ہے ان پر" ساتھ میں یہ بھی کہے

توبھی میں اسلام کو اپنے نہ چھوڑوں گا کبھی
مُنہ خُدا کے حکم سے ہرگز نہ موڑوں گا کبھی
حکم خالق ہے یہی میں دعوتِ اسلام دوں
خالقِ کونین کا مخلوق کو پیغام دوں
یا تو میں اسلام پھیلا کر رہوں گا دہر میں
یعنی جلوے حق کے چمکا کر رہونگا دہر میں
یا اسی تبلیغ حق میں جان کر دوں گا تلف
آپ سے کھا کر قسم کہتا ہوں لیتا ہوں حلف
آپ نے جملے یہ جتنے تھے کہے اس جوش میں
لے ہنسی سے خود ابوطالب بھی آئے ہوش میں
اور کہا اچھا کئے جاؤ یونہیں تم اپنا کام
میں بہر صورت تمہارا ساتھ ہی دوں گا مدام
دشمنانِ دیں نے دیکھیں جب یہ سب ناکامیاں

پھر ابو طالب کے آگے آ کے کھولی یوں زباں
نوجواں لڑکا توانا خوبصورت تندرست
قوم سے ہم لائے ہیں اپنی یہ اک چالاک و چست
اس سے تم خدمت لو اپنی جس قدر بھی لے سکو
اس بھتیجے کو مگر تم اپنے ہم کو سونپ دو
کیونکہ یہ کرتا ہے معبودوں کی وہ بے حرمتی
جو کسی صورت گوارا ہو نہیں سکتی کبھی
تم تو اس اپنے بھتیجے کو ہمارے ہاتھ دو
جان سے ہم مار دیں تا کہ یہ قصّہ ختم ہو
جب ابو طالب نے دیکھا قوم کے تیور ہیں یہ
جوشِ مذہب اسقدر آپے سے بھی باہر ہیں یہ
آپ نے سارے قبیلے کو اکٹھّا کر لیا
اور محمدؐ کی حفاظت کے لئے ان سے کہا

کل قبیلے نے تو کی آمادگی ظاہر مگر
بولہب نے یہ کہا یہ بات تو ہے پُرخطر
میں الگ ہوں صاف کہتا ہوں تمہاری رائے سے
میں نہیں تیار اس خطرے میں پڑنے کیلئے

اُمِّ جمیل بنت الحرب

تھا سبب اس کا فقط، کہ اس کی اہلیہ بنت الحرب
پُرعناد و پُرفریب و پُرعناد و پُرغضب
تھی عدو حضرت کی اُس کا نام تھا اُمِّ جمیل
تہمتیں رکھتی تھی آنحضرت پہ اکثر بے دلیل
عورتوں میں بیٹھ کر کہتی تھی حضرت کو بُرا
اس کا شوہر کیوں حفاظت آپ کی کرتا بھلا

حج اور کفّارِ قریش

جب زمانہ حج کا آیا تو یہ کفّارِ قریش
نام سے اسلام کے ہر وقت جو کھاتے تھے طیش
راستوں میں آکے بیٹھے صرف اسکے واسطے
جس قدر آئیں یہاں حاجی اُنہیں بہکا ئینگے
یعنی ہے اک شخص مکّے میں "محمدؐ" نام کا
شعبدے کرتا ہے بے حد ہے وہ جادوگر بڑا
اسکے تم جادو میں بھولے سے نہ آجانا کہیں
لاکھ دھوکے دے تمہیں دھوکے نہ تم کھانا کہیں
الغرض ہر آنے والے کو سکھایا سر بسر
حضرتِ محبوبِ حق سے دل پھرایا سر بسر
لیکن اسکے بعد جب وہ سب کے سب حج کر چکے

چرچے آنحضرت کے تب ہر قوم میں ہونے لگے
یعنی کُل مُلکِ عرب میں ہو گئے مشہور آپ
ذکر میں آنے لگے ہر جا قریب و دُور آپ
جب ابو طالب نے دیکھی اتنی شہرت آپ کی
اور سمجھے قوم دُشمن جان کی ہو جائے گی
اور یہ بھی ڈر تھا پھنس جائے گا سارا خانداں
اک محمدؐ کے سبب سے ہو گا دشمن اک جہاں
تب ابو طالب نے لکھا اک قصیدہ صاف صاف
جس میں آنحضرت کے تھے حالات تا عبد مناف
تذکرہ تھا خانداں بھر کی شرافت کا تمام
یعنی ہم اسلاف سے اخلاف تک ہیں نیک نام
اور اس میں یوں رسول اللہ کی تعریف کی
کوئی گنجائش رہی باقی نہ کچھ توصیف کی

اور کہا اس کی مدد کرنی ہے ہم کو عمر بھر
لمحہ لمحہ لحظہ لحظہ رات دن شام و سحر
ہم حفاظت اس کی چھوڑیں ایسا ہو سکتا نہیں
اپنے ہاتھوں اپنا بچہ کوئی کھو سکتا نہیں
اور بچہ بھی وہ جس کی مل نہیں سکتی مثال
راست گوئی راستبازی جس کے ہیں ادنیٰ کمال
یہ قصیدہ تھا ابوطالب کا شہرت یافتہ
جس کا ہر ہر لفظ تھا گویا صداقت یافتہ
دشمنوں نے پھر کمر بھر اذیت باندھ لی
چاہتے تھے دیں اذیت آپ کو ہر قسم کی
جب حرم کو شاہِ دیں جاتے عبادت کیلئے
کہتے یہ کفار کعبہ کب ہے تیرے واسطے
تو ہے کاہن تو عبادت کر رہا ہے کیوں یہاں

ہے جنوں تجھکو کہ قابو میں نہیں تیری زباں
ہائے معبودوں کو تو ہر وقت کہتا ہے بُرا
کوئی بھی چارہ نہیں ہے قتل کرنیکے سوا
الغرض ہر طرح سے ان کو ستاتے تھے بہت
دھمکیوں میں اپنی آنحضرت کو لاتے تھے بہت
لیکن ان باتوں سے کب ڈرتا تھا شیر کردگار
اس طرف سے دبنے والی تھی کہیں حق کی پکار

ملک حبشہ کو ہجرت

جو کبھی ہوتا تھا مسلماں آپ کے ارشاد پر
اس پہ قہر آلود پڑتی اہلِ مکہ کی نظر
اسکو دیتے تھے اذیت اور ستاتے تھے سدا
دیتے تھے ہر طرح کی مرد مسلماں کو سزا

جن نہ کہنا مانتا تو کرتے تھے وہ دشمنی
دشمنی بھی وہ جو دیکھی اور نہ کانوں سے سُنی
ہر مسلماں دشمنانِ دیں کی زد میں آگیا
ہر مصیبت پر نکلتا تھا زباں سے یا خُدا
جب مسلمانوں کو آنحضرت نے دیکھا اس طرح
آپ سوچے اِن سبھوں کی ہو حفاظت کس طرح
جسقدر بھی ہو گئے ہیں یہ مسلماں آج تک
کر رہے ہیں جن کو یہ کافر پریشاں آج تک
ان کو میں مکّے کی اس بستی سے باہر بھیج دوں
شاید اس صورت سے میں ان کی حفاظت کر سکوں
سوچکر یہ آپ نے سب کو بُلا کر کہہ دیا
ملک حبشہ میں چلے جاؤ یہاں سے برملا
ملک حبشہ کا ہے حاکم رحم دل انصاف ور

زندگی اپنی کرو تم سب وہاں جا کر بسر
تاکہ بچ جاؤ یہاں کے ظلم و استبداد سے
اور نہ ہو محروم ربّ دو جہاں کی یاد سے
الغرض سارے مسلماں اس پہ آمادہ ہوئے
چار جس میں عورتیں تھیں اور کل دس مرد تھے
یعنی کل چودہ نفس کا قافلہ تھا یہ تمام
چل دیا یہ شہر مکّہ سے خدا کا لے کے نام
بعد اسکے جو مسلماں ہوتا جاتا تھا یہاں
وہ بھی ہوتا تھا یہاں سے ملکِ حبشہ کو رواں
رفتہ رفتہ ایک سو تعداد ان کی ہو گئی
مرد تھے جن میں زیادہ عورتیں تھیں واجبی
اور کچھ بچّے تھے اس تعداد سے تھے جو جُدا
جن کا مذہب تھا وہی مذہب تھا جو ماں باپ کا

حاکمِ حبشہ نے بے حد مہربانی ان پہ کی
یہ بسر کرنے لگے اپنی وہیں پر زندگی

اہلِ مکّہ نے جو یہ دیکھا کہ پا امن و اماں
سب مسلماں رہ رہے ہیں حاکمِ حبشہ کے ہاں

اہلِ دیں کی ہائے بے دینوں پہ راحت کھل گئی
آدمی پہونچے وہاں بھی ظلم ڈھانے کو کئی

جس میں تھا ابن ربیعہ یعنی عبد اللہ ایک
عاص کا بیٹا عمروؓ تھا دوسرا ہمراہ ایک

حاکمِ حبشہ نجاشیؒ نام کا تھا حکمراں
اس کی خدمت میں گئے لیکر یہ تحفے ناگہاں

اور کہا جاکر کہ ہم اک عرض کرنے آئے ہیں
اہلِ مکّہ کے پیامی ہیں پیام اک لائے ہیں

یعنی مکّے سے یہاں جو آئے ہیں کچھ آدمی

سلہ یہ لفظ اس قسم کے نام کی شکل میں واؤ کے ساتھ لکھا جاتا ہے لیکن پڑھنے میں عمرؔ آتا ہے۔

آپ ان کو ملک سے اپنے نکلوا دیں ابھی
کیونکہ وہ گمراہ ہیں بے دین و لا مذہب ہیں وہ
مہربانی کے بھلا لائق ہی شاہا کب ہیں وہ
اُن کو اُنکے ملک کی جانب ہی واپس کیجئے
تاکہ اُس مذہب پہ آجائیں وہ جس مذہب پہ تھے
خوف ہے اس کا نہ بہکائیں یہاں کی قوم کو
یہ نہ اپنی راہ سے بے کار کو گمراہ ہو
حاکمِ حبشہ نے یہ سنکر سفیروں کا کلام
ہر مسلماں کو بلایا پوچھے حالاتِ تمام
حضرتِ جعفر ابو طالب کے جو فرزند تھے
عاقل و دانا تھے فرزانہ تھے دانشمند تھے
بڑھ گئے آگے سبھوں کے اور کیا بڑھکر سخن
دین تو کے سامنے کیا چیز ہے دینِ کہن

ہم مسلماں ہیں خدا کے ماننے والے ہیں ہم
اور محمدؐ کی ہیں اُمّت ہیں محمدؐ کی قسم
ہاں انہیں نے بت پرستی سے دلائی ہی نجات
ہاں انہیں نے ہم کو سمجھائے رموزِ کائنات
جس کے ہم بندے ہیں اُسکی بندگی سکھلائی ہے
حق کی اس ظلمت کدے میں روشنی دکھلائی ہے
راہ سے اسلام کی اب ہم بھٹک سکتے نہیں
پھول سے قلبوں میں اب کانٹے کھٹک سکتے نہیں
حضرت جعفر کی یہ تقریر تھی یا تھا طلسم
مردمانِ چشم ساکن تھے ہر اک ساکت تھا جسم
آپ کی تقریر تھی کیسی بھرے دربار میں
کھلبلی پڑنے لگی سنکر جسے اغیار میں
سارے مجمع پر عجب اک رعب سا طاری ہوا

ہر مسلماں پر نزولِ رحمتِ باری ہوا
مالکِ حبشہ نے یہ تقریر سُنکر غور سے
حضرت جعفر سے فرمایا ملائم طور سے
کیا سُنا سکتے ہو کچھ اپنے خدا کا تم کلام
جو محمدؐ پر اُترتا ہے تمہارے صبح و شام
حضرت جعفرؓ نے فرمایا سُنا سکتا ہوں میں
دیکھنا بھی آپ چاہیں تو دکھا سکتا ہوں میں
بعد اس کے سورۂ مریم سُنائی آپ نے
تھے مسلماں شانِ اسلامی دکھائی آپ نے
سُن کے حاکم سورۂ مریم کو حیراں ہو گیا
اور بیانِ حضرتِ عیسیٰ میں جا کر کھو گیا
اور کہا بیشک کلامِ ربِ یزدانی ہے یہ
سچ ہے بالا اور بلند از فہمِ انسانی ہے یہ

یہ کلام اور حضرتِ عیسیٰ کا وہ پیارا کلام
ہیں چراغ اک نور کے اک عرش کے ماہِ تمام
پھر سفیروں سے ہوا اس طرح سرگرمِ سخن
جس قدر یہ ہیں یہاں پر نیک مرد و نیک زن
آ گئے ہیں اس جگہ بچکر تمہارے ظلم سے
تم یہاں بھی آئے ہو اُن کے ستانے کیلئے
یہ اماں میں ہیں ہماری ان کو رہنے دو یہیں
ان سے ہم خوش ہیں بہت اب یہ نہ جائینگے کہیں
ہو کے مایوس اہلِ مکّہ بادشہ کے پاس سے
ہاں مکمل نا امیدی اور مکمل یاس سے
آ گئے اس جا پہ وہ جس جا پہ تھے ٹھہرے ہوئے
مشورہ آپس میں پھر اس بات کا کرنے لگے
عاص کے بیٹے عمرو نے سوچکر تب یہ کہا

سُن لے فرزند ربیعہ ہے یہ میرا مشورہ
میں کروں جا کر دوبارہ بادشہ سے یہ کلام
جس قدر بھی ہیں مسلماں ہائے عیسیٰ کا مقام
حد سے اس درجہ گھٹاتے ہیں کہ جس کی حد نہیں
کہتے ہیں عیسیٰ نہیں فرزندِ ربّ العالمیں
بلکہ اک ادنیٰ سے بندے ہیں خدا کے اور بس
کس قدر بے حرمتی کرتا ہے ان کا ہر نفس
حاکمِ حبشہ نے پھر جعفرؓ سے پوچھا واقعہ
حضرتِ عیسیٰ کا کیا پہچانتے ہو مرتبہ
حضرت جعفرؓ نے فرمایا رسول اللہ پر
حق نے بھیجی ہے وحی یہ اے شہِ انصاف ور
حضرت عیسیٰ ہیں اک بندے خدائے پاک کے
اور رسولِ حق نبیِ رب ہیں دُنیا کے لئے

آپ پر بھی حق نے نازل عرش سے کی تھی کتاب
آپ بھی حق کے پیمبر تھے عجب اُمت مآب
آپ زندہ ہیں ابھی اور ہیں چہارم عرش پر
جو قیامت کو اُتر آئیں گے بیشک فرش پر
سن کے فوراً یہ نجاشی نے کہا جعفر سے یہ
جو کہا تم نے وہ ہے حق شک نہیں اس میں ذرا
لوٹ آئے سن کے یہ لے دین اس دربار سے
سب مسلماں ملک حبشہ میں رہے پھر پیار سے
اس طرف اسلام لائے ایسے دو خاص آدمی
شہر مکہ میں جہاں پر رہتے تھے پیارے نبیؐ
حضرتِ حمزہؓ چچا تھے جو رسول اللہؐ کے
دوسرے حضرت عمرؓ تھے جو بڑے گراں تھے
لائے جب حضرت عمر اسلام تو اسلام کو

تقویت پہونچی۔ مدد پہونچی شہِ خوش کام کو
اہلِ مکہ کوششیں جب کرتے کرتے تھک گئے
اور نہ کچھ اسلام کا جب بال بیکا کر سکے
تب مسلمانوں سے سب نے ترک کر دی راہ و رسم
اور کعبہ پر نوشتہ یہ لکھا۔ تم کو قسم
جو مسلماں آئے کعبے کی طرف فوراً اُسے
جو کبھی کعبے میں ہو کعبے کی طرف آنے نہ دے
ہر طرح کا لین دین ان سے کرو اس طرح بند
ان کو تا معلوم ہو۔ اسلام کب ہے سودمند
تھے مسلماں جس قدر اک دّرہ کوہی میں سب
سختیاں برداشت کرتے تھے بصد رنج و تعب
پر یہ تھا سب کچھ گوارا نام پر اللہ کے
تھے غلامِ خاص یہ سب سرورِ ذی جاہ کے

وفات حضرت ابو طالب و حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

حق کی دعوت کو ہوئے دس سال جب اس شان سے
لوگ کچھ حامی ہوئے اسلام کے ایمان کے
آپ کے عم ابو طالب کہ جو ہمدرد تھے
چھُوٹ گئے پیارے بھتیجے سے ہمیشہ کے لئے
اور پھر حضرت خدیجہ یعنی اُمّ المومنین
آپ کے ہر رازِ دینِ پاک کی تھیں جو امیں
کر گئیں یکبارگی دُنیائے دوں سے انتقال
دونوں ان موتوں کا اہلِ دیں کو تھا بیحد ملال
شاہ دیں کے دو جو یہ ہمدرد رخصت ہو گئے
پھر عدو آمادہ دینے کو اذیّت ہو گئے

سفرِ طائف

اہلِ مکّہ کی طرف سے جب ہوئیں مایوسیاں
جستجو میں ان قبیلوں کی چلے فخرِ جہاں
جان و دل سے جو حمایت کر سکیں اسلام کی
اور کریں تبلیغ، خدمت کر سکیں اسلام کی
زید ابن حارثہ کے ساتھ طائف کو گئے
جس جگہ پر تھے ثقیف[1] آباد اور بے دین تھے
عبد یالیل[2] و مسعود اور جن میں اک نامی حبیب
جن کو دولتمند کہتا تھا یہاں کا ہر غریب
سامنے اُن کے رسول اللہ نے اسلام کو
پیش فرمایا کہ پہچانو خدا کے نام کو

---

[1] ثقیف کے قبیلوں کی ایک جماعت یہاں آباد تھی۔
[2] عبد یالیل اور مسعود اور حبیب، ثقیف کے قبائل کے رؤسا تھے۔

لیکن ان میں سے کسی نے بھی توجہ کچھ نہ کی
اور غلاموں سے یہ اپنے ہر طرح تاکید کی
ان کو ایسی دو اذیّت جس سے عبرت ہو نصیب
کہتا ہے اسلام لاؤ مجھ پہ ہوں حق کا حبیب
سُن کے یہ اُن کے غلاموں نے کیا ایسا ستم
پتھروں سے کر دیا مجروح سب کو بیش و کم
راہِ حق میں جس قدر زخمی زیادہ ہو گئے
رحمتوں کے باب اتنے ہی کشادہ ہو گئے
حال یہ دیکھا تو مکّے کی طرف واپس پھرے
اور طوافِ خانۂ کعبہ کیا پھر گھر گئے
حج کے موسم میں اِدھر آتے قبائل جس قدر
دعوتِ اسلام دیتے ان کو شاہِ بحر و بر
اور سُناتے تھے کلام اللہ اُن کو شاہ دیں

تاکہ ہو جائیں یہ اس کے فیض سے آگاہِ دیں
ساتھ ہی رہتا تھا شاہِ دیں کے کافر بو لہب
آپ کی تبلیغ پر کرتا تھا وہ غیظ و غضب
آپ کو بے دین بتلاتا تھا پیہم بد مآل
اور یہ کہتا بات کا ان کی نہ کرنا کچھ خیال
اور بنی عامر[1] ضبیعہ والے سارے خاندان
سخت گوئی کرتے رہتے پیشِ شاہِ مرسلاں
ان دنوں اِن دو قبیلوں میں عداوت چھڑ گئی
اوس[2] اور خزرج[3] کے دو ناموں سے جو مشہور تھی
ان میں سے یہ اوس نے چاہا کہ قوت کو بڑھائیں
اور قریشی خانداں کو ساتھ میں اپنے ملائیں
سوچ کر یہ اپنے بھیجے کچھ اِدھر کو آدمی

---

[1] حضور کی تبلیغِ اسلام پر قبیلہ بنی عامر اور قبیلہ ضبیعہ حضور سے سخت کلامی کرتا تھا۔ [2] اوس ایک قبیلے کا نام ہے۔ [3] خزرج بھی ایک قبیلے کا نام تھا جو قبیلہ اوس سے جنگ آزمائی کر رہا تھا۔

یعنی مکّے کو مدینے سے چلے کچھ ایلچی[1]
انکی آمد سن کے آنحضرت گئے خود انکے پاس
جن میں اک فرزند رافع تھے اور اک اُنمیں ایاس
آپ نے اُن کو سنائیں آیتیں قرآن کی
اور فرمایا کہ چکھو چاشنی ایمان کی
سُنکے یہ فوراً ایاس اسلام پر راضی ہوئے
پر ابوالحیسر نے کہا اُن سے یہ کیا کرنے لگے
اپنے دیں کو چھوڑتے ہو کیا غضب کرتے ہو تم
صاحبِ تمئیز ہو کر باؤلے بنتے ہو تم
اور رُخ پر سنگریزے اُن کے مارے بار بار
غیظ کے مارے ہوا جاتا تھا ظالم بیقرار
دیکھے یہ تیور تو فوراً ہو گئے خاموش ایاس

---

[1] اوس نے جو اپنی جمعیت بڑھانے کیلئے اہل قریش کی طرف اپنے ایلچی روانہ کیئے تھے ان میں سے ایک ابوالحیسر بن رافع اور ایک ایاس بن معاذ تھے۔

پاس سے حضرت بھی اُنکے اُٹھ گئے ہوکر اُداس
جب یہ دونوں ایلچی واپس مدینے کو ہوتے
اوس اور خزرج میں جنگی معرکے ہونے لگے
بے توقع اوس ہی کو فتح[1] حاصل ہوگئی
اُن کو جو درپیش تھی آسان وہ مشکل ہوگئی
بعدِ جنگ آیا جو حج کرنے کا وقت پُربہار
بہرِ حج خزرج کے لوگ آئے یہاں دیوانہ وار
اُن کو بھی حضرت نے آکر دعوتِ اسلام دی
اس جماعت نے بھی خوش ہوکر یہ دعوت مان لی
آپ کی شہرت بہت کچھ تھی مدینے میں سنی
پیش گوئی بھی یہودی کی سبھوں کو یاد تھی
یعنی اک ایسا بشر ہوگا بنے گا جو نبی
کامراں ہوگا اشاعت کرکے اپنے دین کی

---

[1] اس ہی جنگ کا نام جنگ بعاس ہے۔

خوف تھا اس کا یہودی ہم سے سبقت لے نہ جائیں
سب سے پہلے ہم ہی اُنکے ہاتھ پر اسلام لائیں
سب سے پہلے ہم ہی ہوں واقف خدا کی راہ سے
ہم ہی کچھ حاصل کریں پہلے رسولؐ اللہ سے
ان کی تھی تعداد چھ جو اُن میں سے اسلام لائے
اور کہا شاید ہماری قوم بھی اب مان جائے
آئے جب واپس مدینے تو یہ کام آکر کیا
دین کی تبلیغ کی اور نام حضرت کا لیا
یہ اسی کا تھا نتیجہ اگلے حج میں پے بہ پے
بارہ مسلم تھے جو حج کرنے کو مکے آئے تھے
آپ نے بیعت کرا کے مصعب[1] خوش کام کو
ساتھ ان کے کر دیا تا خدمت اسلام ہو
ہر مسلماں کو پڑھائیں یہ کلامِ حق وہاں

---

[1] مصعب بن عمیر جو بنی عبدالدار اور سابقین اولین میں سے تھے۔

اور بے دینوں کو سمجھائیں نکاتِ جاوداں
جب مدینے میں یہ آئے تو یہاں شہرت ہوئی
شہر والوں[1] نے کہا بے شک محمدؐ ہیں نبی
ہم بھی کرتے ہیں تہِ دل سے قبول اسلام کو
صبحِ نوری سے بدلتے ہیں بھیانک شام کو
زندگی اپنی سنواریں کفر سے ہو کر جُدا
اور نورِ دین سے چہروں کو کرلیں پُر ضیاء
دیکھ کر یہ اور بھی اُن کے قبیلے کے بشر
مذہب اسلام پر آنے لگے شام و سحر
حضرت اسعدؓ[2] بہت اسلام کے کوشاں ہوئے
اوس کی گھر گھر میں انساں صاحبِ ایماں ہوئے
سال حضرت کی نبوت کا ہوا جب تیرھواں

---

[1] مدینے کے شرفاء اوس کے سردار اسید بن حضیر نیز حضرت سعد بن معاذ۔
[2] حضرت اسعد بن زرارہ جن کے ہاں حضرت مصعب ٹھہرے تھے۔

بھر حج آئے مدینے سے بہت پیر و جواں

کچھ یہ مسلم تھے بہت سے غیر مسلم ان میں تھے

بعد حج عقبہ[1] میں جو آکر مسلماں ہو گئے

اس جگہ پہونچے رسولِ پاک بھی بھائی کے ساتھ

بہرِ بیعت آج تک جن کا بڑھا ہی تھا نہ ہاتھ

حضرت عباس[2] نے اہلِ مدینہ سے کہا

آج تک ہیں قوم میں عزت سے اپنی مصطفےٰ

ہم حفاظت اُن کی کرتے ہیں یہاں پر صبح و شام

جو عقیدت مند ہو اُن کا وہ ہے اُن کا غلام

تم اگر اُن کی طرف سے لڑ سکو کفّار سے

اور حفاظت کر سکو ان کی مخالف وار سے

شوق سے لیجاؤ ان کو عذر ہم کو کچھ نہیں

---

[1] عقبہ اس مقام کا نام ہے جہاں پہلی بیعت ہوئی۔
[2] آپ کے بھائی حضرت عباسؓ۔ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔

ورنہ ان کو چھوڑ دو ہم دیکھ لیں گے آن واں
سنکے یہ خزرج کے اک سردار نے بڑھکر کہا
خود رسول اللہ شرائط اپنے فرمائیں ذرا
آپ نے چند آیتیں اُن کو سُنائیں اور کہا
اور تو تم سے نہیں ہے کوئی بھی کہنا مرا
مجھ پہ گر حملہ ہو تو تم کو بچانا چاہیئے
تا رکاوٹ خدمت دیں میں نہ کوئی پڑ سکے
سُن کے یہ حکمِ رُسل خزرج کے اس سردار نے
ہاتھ تھاما آپ کا اور کہہ دیا منظور ہے
بوالہثیم اک دوسرا سردار بولا اے حضور
بات اک کہنا ہوں حل اسکو بھی فرمائیں ضرور
آپ اپنے کام میں ہو کر مدینے کامیاب
چھوڑ کر ہم کو نہ آجائیں وہاں خستہ خراب

آپ اگر تشریف لے آئیں تو یہ بے دیں تمام
زندگانی ہم سبھوں کی کر نہ دیں اس جا حرام
اس کا اطمینان کچھ کر دیجئے بہرِ خدا
تا تسلّی پائے ہم میں سے ہر اک چھوٹا بڑا
آپ نے فرمایا ایسا ہو نہیں سکتا کبھی
میں تمہارا ہوں نگہباں روح و جاں ہو تم مری
تب وہ سب ایمان لائے سُن کے حضرت کا سخن
اور اسعد بولے کہ سُن لیں سب یہ میرے ہم وطن
بیعتِ حضرت کا منشاء ہے جہاں سے جنگِ عام
دہر کو دینا ہے اپنے دین کا سب کو پیام
سُن کے سب انصار بولے ہم کو سب منظور ہے
آپ کی اُلفت میں جو اس جا پہ ہے وہ چُور ہے
بڑھ کے پھر حضرت نے چھانٹے ان میں سے بارہ نقیب

[1] حضرت اسعد بن زرارہ [2] اسعد بن زرارہ۔ اسعد بن ربیع۔ عبداللہ بن رواحہ۔ (بقیہ بر صفحہ ۸۲)

ان کی قسمت جاگ اُٹھی کھل گئے اُنکے نصیب
نو تھے خزرج کے قبائل میں سے ایماں کو معین
دوسرا جو تھا قبیلہ اس میں کے تھے صرف تین
اہلِ مکّہ نے بہت کچھ بدگمانی اُن پہ کی
لاکھ بہکایا انہیں لیکن نہ کچھ اُن کی چلی
بعد اس کے جو مسلماں ہوتا جاتا تھا یہاں
اُن کو آنحضرت مدینے کی طرف کرتے رواں

دارالندوہ میں قتل کا مشورہ

کامیابی اہلِ مکّہ نے یہ دیکھی آپ کی
کر رہا ہے ہر قبیلہ آپ ہی کی پیروی

(بسلسلہ صفحہ ۸۱) براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو، عبادہ بن صامت۔ رافع بن مالک، سعد بن عبادہ۔ منذر بن عمرو۔ یہ نو شخص قبیلہ خزرج میں سے تھے۔ اور اسد بن حضیر، ابوالہیثم۔ سعد بن خیثمہ۔ یہ تین حضرات قبیلہ اوس میں سے تھے۔ کل ۱۲ نقیب تھے۔

بڑھ رہی ہے انکی طاقت بڑھ رہا ہے انکا زور
یہ مدینے جا کے برپا کر نہ دیں بے طرح شور
ایک بے دیں ان میں سے بولا کہ کر لو قید انہیں
بیڑیاں پہنا کے اس جا سے کرو نا پید انہیں
سنکے یہ الفاظ بولا ان میں سے اک سن دراز
اک نہ اک دن قید کرنے کا تو کھل جائیگا راز
قید سے ان کو اڑا لے جائیں گے انکے غلام
اور بڑھائینگے جمیعت لیں گے ہم سے انتقام
دوسرے نے ان میں سے یہ رائے دی بنکر عقیل
ان کو مکے سے نکالو کر کے رسوا و ذلیل
بولا پھر وہ سن رسیدہ شخص یہ بھی ہے برا
ان کی اس شیریں بیانی سے ورود ل ہیں ذرا
ہو گئی دنیا مسخر کیا نہیں تم دیکھتے

کیا کروگے گر مقابل سب کے سب یہ آگئے
سنکے بوجہل ان سبھوں کی گفتگو کہنے لگا
دوستو اک بات دل میں آگئی سُننا ذرا
ہر قبیلے سے چُنو اک جوانِ جنگجُو
لڑ پڑیں تلوار لیکر ہو کے ان سے دُو بدُو
ہر قبیلے کے جواں ملکر کریں یوں قتل انہیں
خون ان کا سر پہ اپنے کل قبائل ملکے لیں
لیں گے بدلہ ہر قبیلے سے یہ پھر کیونکر بھلا
کون ہے ایسا بہادر کون ایسا منچلا
رائے یہ مانی گئی اس بزم میں بالاتفاق
ہر قبیلے سے جواں چھانٹے جو تھے اس فن میں طاق
اور سب تعلیم ان کو قتل کی دیدی گئی
سب کے سب نے لے لینا تم زد میں انہیں تلوار کی

سازش کا علم اور آنحضرت کی ہجرت

آپ کو بھی علم اس سازش کا آخر ہو گیا
اور یہ حکمِ آسمانی حق کی جانب سے ملا

چھوڑ دو تم اے محمدؐ شہر مکّہ چھوڑ دو
تم کو دشمن قتل کر ڈالیں کہیں ایسا نہ ہو

آپ تب صدیق اکبرؓ کے مکاں پر آئے اور
واقعاتِ کُل سنائے اور کہا ہے جائے غور

حضرت صدیقؓ بولے اے شہِ ہر دو سرا
میں چلوں گا آپ کے ہمراہ بے چون و چرا

تب سواری کا کیا دونوں نے ملکر انتظام
یعنی ہجرت کا یہاں سے انصرام و اہتمام

طے یہ پایا ہوں اسی شب کو رواں مکّے سے ہم

جو کبھی شب یہ قتل کی تدبیر سوچے ہیں یہ ہم
جب وہ رات آئی تو آمادہ تھے ہجرت کیلئے
حیدرؑ و بوبکرؓ تھے حضرت کی خدمت کیلئے
حضرت صدیق کو تو ساتھ حضرت نے لیا
اور علی شیرِ خدا کو حکم حضرت یہ ملا
میرے بستر پر کرو آرام تا یہ مشرکیں
یہ نہ سمجھیں گھر کے اندر حق کا پیغمبر نہیں
یہ امانت لو اور اس کو تم حفاظت سے رکھو
تاکہ جو جو چیز ہے جس کی اُسے پہونچا سکو
بعد اس کے تم مدینے کو چلے آنا علیؑ!
رُک نہیں سکتا کہ مجھکو حکم خالق ہے یہی
اللہ اللہ کیا شب ہجرت تھی شانِ حیدری
بستر حضرت پہ چادر تان کے سوتے علیؑ

اس طرف صدیقِ اکبر اور رسولِ ذی انام
شہر سے نکلے کیا اک غار[1] میں جا کر قیام
مشرکیں جتنے تھے بہرِ قتلِ شاہِ کائنات
چار جانب خانۂ حضرت کے گھومے ساری رات
تاکہ نکلیں صبح کو گھر سے تو تلواریں اٹھیں
اور محمدؐ نام ہے جن کا انہیں ٹکڑے کریں
لیکن اُن کو یہ ہوا معلوم جب آئی سحر
بسترِ احمدؐ پہ حیدرؓ آج سوئے رات بھر
سب نے آ کر دی خبر یہ اہلِ مکہ کو نئی
اس جگہ پر تو محمدؐ کی جگہ پر ہیں علیؓ
سُن کے یہ سب اہلِ مکہ جستجو کرنے لگے
کچھ سواری پر گئے کچھ لوگ پیدل چل دئے
یہ ہوا اعلان جو اُن کو پکڑ کر لائے گا

---

[1] جبلِ ثور کے ایک غار میں، جو مکے سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔

اُونٹ سو انعام میں وہ بے تامّل پائے گا
آپ اور صدیق اکبر تین دن اس غار میں
اس طریقے سے رہے آیا نہ کچھ اظہار میں
ابن بوبکر ایک عبداللہ نامی شخص تھے
جو ابھی تک فرد کہلاتے نہ تھے اسلام کے
پھر بھی وہ کفار کی حضرت کو پہونچاتے خبر
عزم یہ اس شام کو یہ ہے ارادہ اُس سحر
دختر صدیق اکبر یعنی اسمأؓ نیک نام
شب کو لیجاتیں وہاں کھانے کا کرکے اہتمام
باپ کی الفت تو آنحضرت کی حرمت دل میں تھی
صاحبِ ایمان تھیں ایماں کی وقعت دل میں تھی
اور عامرؔ[1] لیکے جاتے تھے سویرے بکریاں
دودھ پی لیتے تھے جن کا باعث کون و مکاں

[1] عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر صدیق کے چرواہے تھے۔

تین دن کے بعد عبداللہ نامی راہبر
لیکے دو ناقے گیا جن پر ہوا آخر سفر
دوسری اک راہ سے شہر مدینہ[1] کو گئے
اور مقامِ قبا[2] میں پہونچے وہاں مہماں ہوئے

سورہ ہائے مکیہ

جتنی مکے میں ہوئیں قرآں کی نازل سورتیں
وقتِ بعثت سے تھیں بارہ سال کی یہ تمہید
ان کی تھی تیرا نوے تعداد کرنے سے شمار
بھیجتا تھا حضرتِ مرسل پہ جو پروردگار
یہ تمامی سورتیں تھیں اہلِ مکہ کے لئے
جن میں جزوی حکم قدرت کے نہیں نازل ہوئے

---

[1] اس غار سے آپ دوشنبہ ۸۔ ربیع الاول مطابق ۲۰۔ ستمبر ۶۲۲ء کو روانہ ہوتے اسوقت آپکی عمر ۵۳ سال کی تھی۔ [2] قبا اک مقام کا نام ہے جو مدینے سے متصل ہے۔ وہاں آپ عمرو بن عوف کے مہمان ہوئے۔

بلکہ مبنی تھے عقائد پر یہ کلُ کے کلُ اُمور
اور دل کے تزکیہ کے واسطے ساری سطور
جن میں رکھا تھا خدا نے کلّ عالم کا لحاظ
ہر زمانے اور ہر اک دین اور باہم کا لحاظ
سورۂ شوریٰ کی جس میں آیتیں ہیں بیش بیش
سورۂ حج سورۂ انعام جس میں پیش پیش

توحیدِ باری تعالیٰ

سورتیں قرآں کی اکثر رسولِ پاک پر
اس طرح آئیں کہ اے میرے رسول پیغامبر
مشرکوں تک یہ مرا پیغام پہونچا دو کہ تم
کس لئے ہو صنعتِ بت گر میں صبح و شام گم
بُت نہیں خالق تمہارے بُت پرستی کفر ہے

جز خدا ہر اک بلندی اور پستی کفر ہے
بلکہ ہر انسان کا مذہب فقط ہے اسقدر
اپنے خالق پر کہ جو ہے ایک بس رکھے نظر
ہی پرستش تو اسی کی ہے اسی کی بندگی
موت قبضے میں اسی کے ہاتھ اسی کے زندگی
سر جھکانا چاہیئے ہے صرف رب کے سامنے
سر تمہارا کس لئے جھکتا ہو سب کے سامنے
وُہ اکیلا اور تنہا ہے وہ واحد ذات ہے
اسکے قبضے میں زمین و آسماں۔ دن۔ رات ہے
الغرض توحیدِ قدرت ہی ہے دینِ فطرتی
ہے ازل سے اور ابد تک شکل میں اسلام کی
جس قدر آئے پیمبر جس قدر آئے نبی
تھی یہی سب کی ہدایت اور یہی تعلیم تھی

صرف مانو اس خدا کو جس کا واحد ہے لقب
اس کو پوجو اور کرو اسکی رضامندی طلب
پالنے والا تمہارا ہے وہی اللہ ایک
زندگانی کا سہارا ہے وہی اللہ ایک
زندگی اور موت جو کچھ ہے اسی کے ہاتھ میں
اور ہیں اعمال کے بدلے اسی کے ہاتھ میں
یعنی نیک اعمال کی دیگا وہ تم سب کو جزا
اور بُرے اعمال ہونگے گر تو وہ دے گا سزا
ہر جگہ پر حق نے دُہرایا ہے اس کو بار بار
رحم کرنے والا ہے بس خالق و پروردگار

نبوّت کیا ہے

ہے نبوت کیا پیمبر کس کو کہتا ہے خدا

یہ قرآنِ پاک بتلاتا ہے ہم کو برملا
یعنی جتنے بھی نبی ہوتے رہے ہیں دہر میں
حق نے بھیجا ہے جنہیں ہر ملک میں ہر شہر میں
بعض پر اُتری فرشتوں کے ذریعے سے کتاب
جن میں رب العالمیں کا ہے کلامِ لاجواب
ہر نبی نے اس خدائے پاک کے احکام پر
کی بسر تبلیغ دیں میں زندگی شام و سحر
اک کتاب آسمانی نام ہے جس کا قرآں
آئی ہے بن کر کتابِ آخری ایماں نشاں
جو نبیِؐ آخری پر حق نے بھیجی عرش سے
ہے خطاب اللہ کا جس میں کہ اہل فرش سے
اسمیں قدرت نے یہ ظاہر کر دیا ہے صاف صاف
کھل نہیں سکتی کسی کی بھی زباں جسکے خلاف

عرش سے انساں کی پیہم رہنمائی کے لئے
کفر اور اسلام کی عقدہ کشائی کے لئے
خالقِ اکبر فرشتوں کو نہیں ہے بھیجتا
بلکہ انسانوں ہی میں سے بھیجتا ہے حق نما
ہاں مگر اس پر فرشتے کے ذریعہ سے وحی
بھیجتا ہے وقتِ بعثت سے سدا تا زندگی
یہ بھی ہیں قرآں کے الفاظ واضح طور پر
جو نبی بھی آ کے کرتا ہے ہدایت نیک تر
اس کا ہوتا ہی نہیں کوئی مفادِ دنیوی
چاہتا ہے بلکہ وہ خوشنودیِ ربِّ قوی
ان کو دیتا ہے خدا کوئی نہ کوئی معجزہ
تاکہ دنیا اُن کو سمجھے ہیں نبیِ کبریا
اور مدد اللہ خود کرتا ہے اُن کی صبح و شام

اور ظفر کفار پر دیتا ہے اُن کو لا کلام
واقعاتِ حضرتِ مرسل ہیں خود جن کے گواہ
ظلم ڈھاتے تھے جو آنحضرت پہ کافر بے پناہ
ان پہ اک دن فتح دی خالق نے کیسی آپکو
لائے ایماں بھول بیٹھے ہر گنہ کو پاپ کو

معراجِ حضور

سورۂ اسریٰ کے الفاظِ محبت کوش سے
صاف ظاہر ہے خدا کی رحمتوں کی جوش سے
آپ کو خالق نے دی معراج عرشِ خاص پر
رحمتیں تھیں عام شب تھی رشکِ انوارِ سحر
لے گیا محبوب کو اپنے خداوندِ جہاں
ہاں حرم سے بیت اقصیٰ تک بلا شک بے گماں

قدرتیں اپنی دکھائیں رحمتوں کی شکل میں
رحمتیں سی رحمتیں تھیں شفقتوں کی شکل میں
وقت کیا تھا متفق کوئی مورّخ تو نہیں
عرش پر کس دم گئے تھے رحمت اللعالمیں
بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ باور کرو
تھا سنِ دس خود نبوّت کا شبِ معراج کو
صبح کو اس رات کی پھر آپ نے کُل قوم سے
واقعاتِ جستہ جستہ جب کہے معراج کے
سُن کے سب حیراں ہوئے معراج کیا کیسا براق
بعض نے سُنکر اُڑایا آپ کا بیحد مذاق
تھے مگر جتنے مسلماں اس پہ سب ایمان لائے
آپ پہونچے عرش پر اور عرش سے واپس بھی آئے
سب سے پہلے حضرتِ صدیق نے تصدیق کی

سلہ سنہ ۱۰ نبوی۔

جس پہ حضرت[1] سے صداقت کی سند حاصل ہوئی
لیکن ایسے بھی بہت سے تھے جنہوں نے یہ کہا
عالمِ رؤیا[2] تھا یہ لیکن تھا رویا صادقہ
اک معاویہؓ تھے ان میں نیک طینت نیک نام
دوسری تھیں عائشہ صدیقہؓ عالی مقام
بعض عالم[3] آپ دو حضرت کی ہیں تائید میں
بعض ہیں[4] معراج جسمانی ہی کی تقلید میں
الغرض جو کچھ بھی ہو معراج حاصل ہو گئی
حق کی اور محبوب کی اک گرم محفل ہو گئی

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق اکبر۔ آپ نے معراج کی سب سے پہلے شہادت دی جس پر حضور نے صدیق کا خطاب عطا فرمایا۔ [2] امیر معاویہؓ نے کہا کہ یہ معراج آپ کی رویائے صادقہ تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ اس زمانہ میں حضور کی زوجیت میں نہ تھیں لیکن عہد صحابہ میں آپ کے حالات سے سب سے زیادہ باخبر تھیں۔ آپ نے بھی فرمایا کہ معراج روحانی تھی۔ کیونکہ اس رات کو آپ کا جسم اطہر ام ہانی کے گھر اپنی جگہ پر تھا۔

[3] حدیث معراج کے راوی امام حسن بصری بھی رویائے صادقہ کے قائل ہیں۔

[4] جمہور اسلام معراج جسمانی کے قائل ہیں۔

حضور کا مدینے میں قیام

چار دن ٹھہرے قبا[1] میں رحمت اللعالمین
صاف اس وقفہ میں کی مسجد[2] کی خاطر کچھ زمیں
اس زمیں پر پھر بِنا مسجد کی ڈالی آپ نے
جو مقامِ قبا میں اس وقت تک موجود ہے
روز آدینہ تھا تھی بارہ ربیع الاولیں
جب ہوئے رخصت قبا سے رحمت اللعالمیں
پہونچے آنحضرت مدینے شہر میں چرچا ہوا
شہر میں ہر شخص کے دل کا یہی منشا ہوا
کاش یہ میرے مکاں میں آکے فرمائیں قیام
تا سہولت سے کہیں یہ ہم سے قدرت کا پیام

---

[1] وہی مقام تھا جہاں آپؐ نے ہجرت فرماکر اولیں قیام فرمایا۔ [2] اس ہی قیام میں وہاں آپ نے ایک زمین صاف فرمائی اور ایک مسجد کی بنا ڈالی جس کا نام مسجد قبا ہے۔

بعض نے بڑھکر پکڑ لی آگے ناقے کی مہار
اور کہا والاشیم والاہمم والانبار
عرض ہے اتنی ہمارے گھر پہ کیجے گا قیام
ہے بزرگی آپ کی دل میں ہمارے لاکلام
آپ نے فرمایا ناقہ چھوڑ دو کیونکہ اسے
حکم پہونچایا ہے رک جانے کا خود اللہ نے
جس جگہ رک جائے گا ٹھہروں گا میں جاکر وہیں
حکم ہے اللہ کا ہونا نہ تم بالکل حزیں
اک محلہ تھا بنی مالک بن نجار کا
اس محلہ کی طرف جب آپ کا ناقہ گیا
رک کے بیٹھا خود بخود اک جگہ پر ناگہاں
آپ نے اس کو اٹھا کر پھر کیا آگے رواں
لیکن آگے چل کے وہ بے ساختہ واپس پھرا

اور آ بیٹھا پلٹ کر پھر اُسی پہلی جگہ

آپ نے فرمایا بس منزل[۱] ہماری ہے یہی

اُترے کہہ کے مرضیِ پروردگاری ہے یہی

اور ابوایوب[۲] نے بڑھ کر کجاوا اونٹ سے

خود اُتارا اور پھر اپنے مکاں میں لے گئے

آپ انکے ہی مکاں میں جا کے مہماں ہو گئے

میزباں[۳] سب آپ کے دل سے نگہباں ہو گئے

سب سے پہلا یہ مدینے میں کیا حضرت نے کام

تھے یہودی جسقدر بھی اس جگہ پر خاص و عام

سب کو یکجا کر کے اُن سے عہد نامہ کر لیا

۱؎ اُونٹ اس مقام پر جا کر رُکا تھا جہاں اب مسجد نبوی کا دروازہ ہے۔

۲؎ حضرت ابوایوب انصاری۔ آپ ہی کے یہاں حضرت جا کر مہمان ہوئے۔

۳؎ آپ نے سب کو اخوت کا سبق دیا اور سب نے آپس میں صحیح برتاؤ کیا اور آپ کی میزبانی کا حق ادا کی۔ جب آپ نے وہاں زمین لیکر مسجد تیار کرالی جس کا نام مسجد نبوی ہے تو ابوایوبؓ کے یہاں سے اُٹھکر وہیں تشریف لے گئے۔

جس میں کچھ شرطیں[1] تھیں آپس کیلئے سو ہوگیا
بعد اس کے آپ تبلیغِ رسالت پر تُلے
دینِ اسلامی کے گویا ہر طرف پرچم کھُلے
ہوگیا آغاز دورِ ارتقائے دینِ رب
آپ کے آگے جھکی ہر قوم آ کے با ادب
اس قیامِ پاک میں کیا کام حضرت نے کیا
کس طریقے سے کیا حقِ رسالت کو ادا
تین حصّوں میں اُنہیں یوں مُنقسم کرتے ہیں ہم
تا ہو آسانی سمجھنے میں ہر اک کے بیش و کم
پہلے حصّے میں حضورِ پاک کے غزوات ہیں
دوسرے میں جس قدر ہیں دین کی تعلیمات ہیں

---

[1] اس عہد نامے میں بہت سی شرطیں تھیں لیکن اس میں ایک شرط یہ تھی کہ دشمنوں کے مقابلے پر ایک دوسرے کی مدد کریگا اور آپس میں اگر کوئی نزاع ہوگا تو آنحضرت اس کا فیصلہ فرمائیں گے۔ اور کفارِ قریش کو یہاں پناہ نہ دی جائے گی۔

تیسرے ہیں آپ کے اخلاق پر یہ روشنی
آپ کا اخلاق اسلامی کہ حسنِ زندگی

کفّار سے مقابلہ

اس طرح جب آپ مکّے سے مدینے آ گئے
صدمۂ بے حد دلِ کفّار اس سے پا گئے
جس قدر مکہ میں تھیں املاک اہلِ دین کی
سب پہ قابض ہو گئے پروا نہ کی آئین کی
جو مسلماں حج کو آتا تھا اُسے تھے روکتے
اور حملے کی بھی کوشش تھی مدینے کے لئے
جا کے عبداللہ[1] سے یہ مکیوں نے عرض کی
کیوں مسلمانوں کو تم نے جرأتِ تبلیغ دی

---

[1] عبداللہ بن ابی رئیس اعظم مدینہ جس کو حضور کی ہجرت سے چند ماہ پیشتر اہلِ مدینہ اپنا بادشاہ بنانے والے تھے۔

ان کو تم نے کیوں مدینے میں بلا کر رکھ لیا
سب کو یہ گمراہ کر دیں گے انہیں سمجھے ہو کیا
ان کو تم شہر مدینہ سے کرو دور اس گھڑی
تاکہ پھر تبلیغ کی ان کو نہ ہو جرات کبھی
ورنہ ہم اہلِ مدینہ سے کریں گے جنگ عام
اور اُن کو یوں مدد دینے کا لیں گے انتقام
تھے مدینے والے زائد تر صفِ اسلام میں
آنہ سکتے تھے کبھی ان کافروں کے دام میں
ان سے عبداللہ یہ پیغام کہتے کس طرح
ہاں خلافِ مذہب اسلام کہتے کس طرح
لیکن ان کو آکے اکساتے رہے بے دیں تمام
سر یہودی کو بھی بھڑکاتے تھے کافر بدکلام
اس طرح سے کُل مسلماں آکے خطرے میں پھنسے

حملہ آور کفر ہو جائے گا یہ تھے جانتے
رات کو اکثر دیا کرتے تھے پہرہ خود حضور
بے خطر پھرتے تھے ہر جانب کو شاہِ ذی شعور
کرتے تھے تاکید سب پر آپ پہرے کے لئے
خوف تھا اس کا نہ کوئی رات کو حملہ کرے
ہر برس آتے تھے اس جا قافلے کفّار کے
جو وہاں سے لیکے جاتے تھے تجارت کے صلے
قافلہ کفّار کا بہرِ تجارت شام کو
چل دیا اس سال بھی تا کہ نفع دل خواہ ہو
کُل مسلماں بولے ان کو روک دینا چاہیئے
تا یہ ہوں مجبور ہم سے صلح کرنے کے لئے
جب خبر پاتے کہ ان کا قافلہ آنے کو ہے
جاتے آنحضرت بھی اکثر قافلے کو روکنے

بھیج دیتے تھے کبھی اس کام پر اصحاب کو
اور کہتے تھے جو ہوں کفّار ان کو روک دو
بھیجتے تھے بعض کو اُن کے تجسّس کے لئے
جو کہ دس دس کی بنا کر ٹولیاں تھے پہونچتے
سب سے پہلی مرتبہ ان کا تعاقب جب کیا
بارھویں ماہ صفر[1] تھی اور سن دو ہجری تھا
جب ودان[2] پہونچے تو اس جا اہلِ ایماں بچ گئے
پھر بنی ضمرہ[3] کو سب اک عہد کر کے آ گئے
بعد اس کے پھر بواط[4] ساحلی پر یہ گئے
اس جگہ بھی بچ گئے کفّار کی یہ جنگ سے
اہلِ ایماں پر کُرز[5] نے بڑھ کے اک حملہ کیا

---

[1] کفّار کے قافلے کے تعاقب میں سب سے پہلے ۱۲ صفر ۲ سنہ کو نکلے۔ [2] ودان ایک مقام کا نام ہے جو مدینے سے ۶۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ [3] بنی ضمرہ کا قبیلہ اس جگہ آباد تھا جس سے معاہدہ کیا گیا۔ [4] بواط بھی ایک مقام ہے جو سمندر کے ساحل پر مکّے اور شام کے راستہ میں ہے۔ [5] کُرز بن جابر مکّے کا ایک سردار۔

یہ کرز تھا کون یہ مکّے کا اک سردار تھا
حملہ یہ اگرچہ اگاہِ مدینہ پر ہُوا
لُوٹ کر اسلام کے کچھ اُونٹ ظالم لے گیا
اہلِ ایماں نے تعاقب تو کیا سفوان تک
وہ نہ ہاتھ آیا۔ نہ ہاتھ آیا ہی وہ سامان تک
بعد اس کے خود عشیرہ[1] تک گئے حق کے حبیب
سب صحابہ ساتھ تھے قربت تھی حضرتؐ کی نصیب
اور قیامِ پاک فرمایا وہاں پر ایک ماہ
پھر بنی مدلج[2] سے فرمایا اک عہد بے پناہ
بعدہٗ شہرِ مدینہ آپ واپس آ گئے
کُل فضا پر ہادیِ اسلام بن کر چھا گئے
تھا رجب کا ماہ عبد اللہ[3] مکّے جب گئے

---

[1] عشیرہ ایک مقام ہے جو ینبع کے قریب ہے [2] بنی مدلج اور اُن کے خلفا سے عہد نامہ ہوا۔ [3] عبد اللہ بن جحشؓ

تھے مہاجر آٹھ مکّے سے ہی جو ہمراہ تھے
بند اک خط دے کے حضرت نے یہ فرمایا ہی تھا
بعد دو دن کی مسافت کے اِسے تم کھولنا
بعد دو دن کی مسافت کے جو وہ کھولا گیا
دیکھا عبد اللہ نے اس میں تھا یہ لکھا ہُوا
درمیاں مکّے و طائف بطن نخلہ جا کے تم
دیکھو حالات قریش اور پھر کہو سب آ کے تم
بطن نخلہ میں کیا یہ بڑھ کے تب اپنا قیام
ابن حضر اس سمت سے نکلا عمر جس کا تھا نام
تھا قریشوں کا حلیف اور ساتھ میں ساتھی تھے تین
ہر جگہ جو اُس کے ہوتے تھے مددگار و معین
اُس کا کُل اُونٹوں پہ سامانِ تجارت تھا لدا
اس طرح سے جب گذر اس سمت سے اس کا ہوا

دیکھکر اس کو مہاجر اس قدر برہم ہوئے
تیر مارا اک مہاجر نے عمر کے دوڑتے
تیر کھاتے ہی عمر نے جان دے دی مر گیا
ایک ساتھی بھاگ نکلا اس کا، گویا ڈر گیا
لیکن اس کو یہ پکڑ لائے نہ چھوڑا بھاگتا
ساتھ اونٹوں کے مدینے پھر اسے لایا گیا
اس کو لاکر کر دیا پیشِ حضور پاک ذات
اور کہا مالِ غنیمت ہے یہ فخر کائنات
آپ نے فرمایا میں یہ کر نہیں سکتا قبول
بے اجازت تم نے لڑکر کیوں کیا اسکو وصول
میں نے لڑنے کی اجازت تم کو کب دی تھی بھلا
کچھ بتاؤ تو بھلا تم نے یہ ایسا کیوں کیا
یہ رجب کا ہے مہینہ اس میں لڑنا ہے حرام

یہ نہیں مالِ غنیمت ہے مرا اس کو سلام
دفعتاً یہ وحی[1] نازل حق کی جانب سے ہوئی
کہہ دو اِن سے اس مہینے میں نہ لڑنا اب کبھی
لیکن ان کی یہ خطا اتنی اہم ہرگز نہیں
اس سے بڑھکر تو خطائیں کر رہے ہیں اہلِ کیں
ان کو فہمائش کرو اور پھر معافی دو انہیں
ان کی نادانی تھی یہ نادان ہی سمجھو انہیں
خضر کے بیٹے عمر کے قتل ہونے کی خبر
جب قریشیوں کو ملی تو باندھی بدلے پر کمر

---

[1] یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ الخ۔ لوگ تم سے ماہ حرام میں لڑائی کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ اس ماہ میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔ لیکن اللہ کے راستے سے روکنا اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام میں نہ جانے دینا وہاں کے باشندوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑھکر ہے اور فتنہ و خونریزی سے سخت تر ہے۔ یہ کافر برابر تم سے لڑتے رہینگے یہاں تک کہ ان کا بس چلے تو تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کر دیں یعنی انہوں نے تو ایک ہی غلطی کی ہے کافر تو اس سے بڑھکر بُرائی اور خطائیں کرتے ہیں۔

اور بولے اس کا ہم لیکر رہیں گے انتقام
یعنی بے بدلا لئے ہے زندگی ہم کو حرام
الغرض جوشِ عداوت اس قدر اُن کا بڑھا
اہلِ دیں سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا

غزوۂ بدر

تھا قریشی قافلہ یوں شام کی جانب رواں
آدمی کچھ اور ابوسفیان میرِ کارواں
شہرِ مکّہ سے چلے تھے یہ تجارت کے لئے
کی تجارت شام میں اور پھر سوئے مکّہ پھرے
اُن کے جاسوسوں نے اُن کو یہ خبر دی آن کر
قُرب ہے شہرِ مدینہ کا ہے اس کی بھی خبر
ہیں مدینے میں محمدؐ ساتھ میں انصار ہیں

قافلے کو سُن کے حملے کے لئے تیّار ہیں
یہ ابوسفیان نے مکّے کو پہونچائی خبر
اور کمک مانگی مدینے کی طرف کو بیشتر
یہ خبر مکّے کے جب کفّار کو پہونچی تمام
جوق جوق آئے مدد کو کافروں کی خاص و عام
ساحلِ دریا سے بوسفیان نے کُل قافلہ
آمدِ کفار سے پہلے ہی باہر کر لیا
اور کہا کفّار سے مکّے کو واپس پھر چلو
اب کوئی خطرہ نہیں حملے کا تم خود دیکھ لو
بوجہل بولا کہ اب مکّے نہ واپس جائیں گے
بدر[1] میں ٹھہریں گے جا کر دعوتیں ہم کھائیں گے
تین دن رہ کر وہاں پر جشن ہم کریں گے جشنِ عام
تاکہ قوت دیکھ لیں ملکِ عرب والے تمام

---

[1] بدر جہاں قریش کا اُس زمانہ میں سالانہ اجتماع ہوتا تھا۔

اس طرف لیکر صحابہ کو چلے پیارے نبیؐ
وادیِ زفراں میں پہونچے تو خبر ان کو ملی
قافلہ تو اُن کا آگے بڑھ گیا پر مشرکین
صورت لشکر ہیں سوئے بدر آتے ہیں یہیں
آپ نے اپنے صحابہ سے کیا یہ مشورہ
اور کہا قائم کرو کچھ رائے اب کرنا ہے کیا
بعض نے یہ رائے دی واپس مدینے کو چلیں
جب وہ آگے بڑھ گئے تو آگے چل کر کیا لڑیں
آپ نے فرمایا یہ ہے وعدۂ ربِّ غفور
دو گروہوں میں سے اک کو فتح دینگے ہم ضرور
قافلہ اُن کا اگر آگے نکل بھاگا تو کیا
فتح اب تو اور بھی اپنی ہے بے شک بر ملا
حضرت مقدادؓ و بوبکرؓ و عمرؓ نے یہ کہا

لہ روانگی کی تاریخ ۹ رمضان سنہ ۲ھ مطابق ۵ مارچ سنہ ۶۲۴ء

آپ جو بھی حکم فرمائیں وہ ہم لائیں بجا
آپ کا روئے سخن یہ تھا مگر انصار سے
جنگ سے ہم باز آئیں یا لڑیں کفّار سے
سعد[1] جو انصار کے سردار تھے کہنے لگے
آپ کے یہ لفظ ہیں شاید ہمارے واسطے
ہے خدا شاہد اگر یہ آپ ہم کو حکم دیں
گر پڑو تم بحرِ بے پایاں میں تو ہم گر پڑیں
سعد کے الفاظ سے حضرت ہوئے مسرور تر
اور دُعا دی تم سے خوش خالق رہے شام و سحر
کامیابی کا یقیں تھا اس لئے آگے بڑھے
جب وہاں پہونچے تو پہلے چشمے پر جا کر رُکے
ابن[2] منذر نے کہا آقائے من مولائے من
کیا رُکے ہیں اس جگہ با حکمِ ربِّ ذوالمنن

---

[1] سعد بن معاذ رئیس انصار رسولؐ۔ [2] حباب بن منذر۔

ہے اگر ایسا تو میں کچھ لب ہلا سکتا نہیں
بات جو دل میں ہے میرے وہ بتا سکتا نہیں
اور اگر ایسا نہیں ہے تو مری یہ رائے ہے
اس جگہ کو چھوڑ کر یہ قافلہ آگے بڑھے
اس قدر آگے جگہ ہو جو کہ دشمن کے قریب
قرب میں انکے جو چشمہ ہو وہ ہو ہم کو نصیب
اس پہ ہم قبضہ کریں اک حوض پانی کا بھریں
اور سب چشمے کنوئیں ہوں جس قدر وہ پاٹ دیں
دشمنوں کو ہو اذیّت جس سے پانی کی بہت
شادیاں حاصل ہوئی ہیں زندگانی کی بہت
آپ نے یہ مشورہ مانا اور آگے بڑھ گئے
سب کے سب اس مشورے پر ہی عمل پیرا ہوئے
تھے مسلماں چند[1] اور کفّار تقریباً ہزار

[1] مسلمانوں کی تعداد ۳۱۴ تھی جن میں سے ۸۳ مہاجرین اور باقی انصار تھے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بولہب جن میں نہ تھا سردار سب تھے برقرار
دونوں جانب سے صف آرائی بہر صورت ہوئی
اس طرف نورانیت اور اس طرف ظلمت ہوئی
تیر تھا اس وقت اک دستِ حضورِ پاک میں
کر رہے تھے یہ اشارہ سب صفیں سیدھی رہیں
جب صفیں سیدھی ہوئیں فرمایا اے اہلِ جہاد
تم لڑو کفار سے تاکہ خدا تم سے ہو شاد
بندگی تھی موجزن طبعِ شہِ لولاک میں
یہ دُعا فرمائی درگاہِ خدائے پاک میں
گرگڑا کے سجدے میں کہا اے میرے رب العالمین
یہ عبادت کرنے والے تیری تیرے مسلمین
چند ہیں تعداد میں اور سب سے پہلا ہے جہاد

(بسلسلہ صفحہ گذشتہ) انصار میں سے ۶۱ آدمی قبیلۂ اوس میں کے تھے اور ۱۷۰ خزرج کے
کفار کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔

ان کو ہمت دے زیادہ ان کی طاقت ہو زیاد
یہ اگر اس جنگ میں مارے گئے اور مٹ گئے
بچ سکے گا تو نہ دُنیا میں کبھی اس طرح سے
تھے اسی حالت میں حضرت لب پہ تھا نامِ خُدا
عرش سے فوراً فرشتہ فرش پر نازل ہُوا
دی بشارت فتح کی حق کی طرف سے آپ کو
جیت ہے اسلام کی مطلق ہراساں تم نہ ہو
سر کو سجدے سے اُٹھایا آپ نے خوش ہو گئے
جو فرشتے کے تھے فقرے آپ نے وہ سب سنے

جنگ

جنگ کرنے کے لئے تھے جو بھی آئینِ عرب
جنگ کا آغاز اُن پر ہو گیا با حکمِ رب

کافروں میں سے ربیعہ کا پسر عتبہ چلا
جو قریشیوں کا بڑا ہی نامور سردار تھا
ساتھ اس کا بھائی شیبہ اور بیٹا تھا ولید
سامنے اسلام کے بس تین یہ آئے پلید
اس طرف بھی صف سے نکلے تین انصارِ رسول
جن سے عتبہ نے کہا تم صف سے نکلے ہو فضول
تم پہ ہم تلوار ہی اپنی اُٹھا سکتے نہیں
کیا قریشی جنگ کرنے ہم سے آ سکتے نہیں
وہ ہمارے ہم قبیلہ ہیں لڑیں گے اُن سے ہم
مار ڈالیں گے انہیں ہم یا مریں گے اُن سے ہم
یہ سُنا حضرت نے تو انصار کو واپس لیا
حضرت حمزہؓ کو عتبہ کے لئے بھیجا گیا
اور گئے شیرِ خدا بہرِ ولید اہلِ کیں

اور شیبہ کے لئے پہونچے عبیدہ پاک دیں
حضرت حمزہ کی عتبہ مر گیا تلوار سے
اور ولید نحس تیغِ حیدرِ کرار سے
صرف شیبہ نے عبیدہ کے لگایا ایک زخم
کفر سے اسلام نے یہ صرف کھایا ایک زخم
دیکھا جاتا یہ بھلا کیا حیدرِ کرار سے
بڑھ کے آگے قتل شیبہ کو کیا اک وار سے
اور عبیدہ کو اُٹھا کر لائے پیشِ آں جناب
یعنی تھا اسلام ابھی تک ہر طرح سے کامیاب
بعد اسکے دونوں جانب سے صفیں آگے بڑھیں
جنگ جس صورت سے ہوتی ہے بہم لڑنے لگیں
بیشتر کفّار کے سردار تو مارے گئے
اور لوٹ۹۰ کے قریب اس قوم کے پکڑے گئے

جنگ یہ تھوڑے ہی سے عرصہ میں بالکل رک گئی
اس طرح فتح و ظفر اسلام کو حاصل ہوئی
قیدیوں میں حضرت عباسؓ[1] تھے بوالعاص[2] تھے
اور عقیلؓ[3] ابن ابی طالب بھی تھے ان میں ہی سے
جنگ رکتے ہی یہاں سے زیدؓ[4] و عبداللہؓ[5] نے
رُخ مدینے کا کیا حکمِ رسولِ پاک سے
تا یہ مژدہ دیں ہوئی اسلام کو فتح و ظفر
اور شکستِ کفر کی اُن سب کو دیں جا کر خبر
اس طرف فرمایا حضرت نے شہیدوں پر کرم
دفن فرمایا زمیں کو کھود کر باچشمِ نم
کافروں کی جس قدر لاشیں تھیں انکو بھی وہیں
ایک کھڈا کر گڑھا دبوا دیا زیرِ زمیں

۱ حضرت عباس حضور کے چچا۔ ۲ ابو العاص حضرت کے داماد۔ ۳ عقیل ابن ابی طالب حضرت علی کے بھائی، ۴ زید بن حارثہ۔ ۵ عبد اللہ بن روحہ۔

بعدہٗ مالِ غنیمت اور اسیروں کو لیا
اور چلے شہر مدینہ کی طرف کو رُخ کیا
نضر[1] و عقبہ راہ ہی میں قتل کر ڈالے گئے
کیونکہ یہ تھے دُشمنِ دیں، ہجو گو اسلام کے
قیدیوں کے ساتھ پیش آیا گیا اخلاق سے
حُکم تھا تکلیف کوئی شخص قیدی کو نہ دے
قیدیوں کے واسطے ہونے لگا پھر مشورہ
چھوڑ دیں یا قتل کر ڈالیں انہیں، ہوتا ہی کیا
حضرت فاروق اعظم نے یہ اپنی رائے دی
قتل سے بہتر نہیں ہے شکل اب تو کوئی بھی
حضرت صدیق اور دیگر صحابہ نے کہا
لیکے فدیہ ان کو چھوڑیں قتل سے کیا فائدہ
رائے یہ سُنکر حضور پاک نے یہ ہی کیا

[1] نضر بن حارث۔

لیکن ایسا کوئی حکمِ رب ابھی آیا نہ تھا
عرش سے نازل ہوا فوراً ہی فرمانِ عتاب[1]

جنگ اسلامی میں بے شک ہو گئے تم کامیاب
لیکن ایسی جنگ میں خوں ریزیاں کب کی گئیں

جس پہ یہ مالِ غنیمت کی سب اشیاء لی گئیں
یہ لڑائی شوکتِ اسلام کی بنیاد تھی

جس میں اک دنیائے خوشنودیِ رب آباد تھی
اس میں ہی بوجہل و عتبہ مشرکیں مارے گئے

جس قدر مسلم مرے جنت میں وہ سارے گئے

---

[1] مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَكُوْنَ الخ۔ کسی نبی کو یہ روا نہیں کہ وہ ملک میں اچھی طرح خوں ریزی کئے بغیر لوگوں کو قیدی بنائے تم دنیا کا سرمایہ چاہتے ہو اور اللہ آخرت کا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ نے تمہاری معافی پہلے سے نہ لکھ دی ہوتی تو جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی وجہ سے بڑا عذاب تم پر نازل ہوتا۔ خیر جو کچھ تم کو غنیمت میں ملا ہے اس کو حلال سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

غزوۂ سویق

بدر میں مارے گئے مکے کے جب اکثر رئیس
تب ابوسفیان مکے کا ہوا بڑھ کر رئیس
اُس نے مکے جا کے پہلا عہد آپس میں کیا
لوں گا بدلہ بدر کے میں سارے مقتولین کا
اس سے پہلے غسل و زیبائش ہو سب مجھ پر حرام
دل میں میرے موجزن ہے جذبۂ صد انتقام
ساتھیوں کے ساتھ بوسفیان نے حملہ[1] کیا
آگ نخلستان میں دی جنگ کا بدلہ لیا
قتل دو[2] انصاریوں کو کر دیا بے دین نے
اور کہا پوری ہوئی میری قسم اب آن کے

---

[1] یہ حملہ مقام عریض پر ہوا جو مدینے سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔

کہہ کے یہ الفاظ پھر مکّے کو واپس ہو گیا
سُن کے اس سے واقعہ ہر اہل مکّہ خوش ہوا

علم آنحضرت کو جب اس کا ہوا نکلے حضور
کُدر[1] تک ڈھونڈا نہ پایا کیونکہ پہونچا تھا وہ دُور

زادرہ میں کیونکہ ستّو تھے ابوسفیان کے
اس لڑائی[2] کو پکارا سب نے بس اس نام سے

بدر کی اس کامیابی پر یہودی[3] بھی جلے
یہ ہوا ان کو حسد، جا کر قریشوں سے ملے

اور مسلمانوں پہ رکھّا ہر اذیت کو روا
بدکلامی سے ہر اک حضرت سے پیش آنے لگا

---

[1] کدر ایک مقام کا نام ہے۔ [2] ابوسفیان زادراہ میں ستّو اپنے ساتھ اونٹوں پر لایا تھا۔ واپسی میں بوجھ ہلکا کرنے کیلئے راہ میں جابجا انکے تھیلے گراتا ہوا گیا جو مسلمانوں کو ملے۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ سویق (ستّو) کہتے تھے۔

[3] مدینے کے آس پاس کے یہودی بنی قینقاع، بنی قریظہ جو جنگ کی کامیابی سے مسلمانوں سے جلنے لگے تھے۔

ان کے بارے میں خدا نے آیتیں بھیجیں بہت
عادتیں جتنی بُری تھیں ان میں بتلائیں بہت

جو کیا تھا عہد حضرت سے وہی توڑا گیا
دشمنی کی سمت کو ہر اک کا مُنہ موڑا گیا

ابتدا اس طرح سے اس کی ہوئی اظہار میں
اک زنِ مسلم پہ توڑا ظلم اُف بازار میں

جس کو جا کر اک مسلماں نے بچایا دوڑ کر
حملہ آور ہو گئے جس پر یہودی سر بسر

اس بچانے والے مسلم کو کیا سب نے شہید
اس شہادت پر منائی سب یہودیوں نے عید

سن کے یہ حضرت بھی پہونچے اس جگہ پر جلد تر
اور کہا آخر تُلے ہو کس لئے تم ظلم پر

لہ قرآن میں انکے بارے میں آیتیں نازل ہوئیں جن میں انکی سود خواری، دروغگوئی، بداخلاقی، عداوت اسلام اور منافقانہ سرشت کی صاف صاف پردہ دری کی گئی ہے۔

تم اگر ایسا کروگے تو مثالِ اہلِ بدر
جتنی قائم ہے وہ سب جاتی رہیگی دل سے قدر

تم پہ بھی نازل خدا کا قہر ہوگا جان لو
ظلمِ بے جا سے تم آؤ باز کہنا مان لو

سنکے حضرت کا سخن فوراً دیا سب نے جواب
بدر کے بھولے میں اس جا پر نہ رہیئے اے جناب

سابقہ ہم سے پڑیگا تو پتہ چل جائے گا
جنگ کہتے ہیں کسے ہم میں سے ہر دکھلائیگا

بڑھتے بڑھتے طول آخر کھنچ گیا اس بات کو
حملہ کرنا ہی پڑا تب فخرِ موجودات کو

ہوکے قلعہ گیر سب بچے وہ چھپ کر رہ گئے
حضورؐ کو بھی پندرہ دن کے خوشی سے سہ گئے

لہ اہلِ اسلام کا محاصرہ پندرہ روز رہا جس کو یہودیوں نے برداشت کیا۔

رائے عبداللہ[1] نے یہ دی کہ سب کے سب یہود
شہر سے باہر کو لے جائیں کہیں اپنا وجود
جس پہ وہ نکلے یہاں سے دُور پہنچے ملکِ شام
سات سو تعداد تھی ان کی گئے جو بدکلام
کعب[2] دولتمند تھا اک۔ اور یہ شاعر بھی تھا
اور شجاعت پر یہ اچھی طرح سے قادر بھی تھا
ہر یہودی کی نگاہوں میں یہ باعزت بھی تھا
شاعرانہ حیثیت سے ویسے باحرمت بھی تھا
دیکھ کر اسلام کا یہ اقتدارِ بے پناہ
دشمنئ اہلِ دیں کی یہ نکالی اس نے راہ
مرثئے کہہ کر سنائے کشتگانِ بدر کے

---

[1] عبداللہ بن ابی راس المنافقین جو در پردہ یہود کا ہمراز تھا۔
[2] کعب ایک یہودی شاعر تھا جو مسلمانوں کا دشمن تھا اور مسلمانوں کے خلاف اشعار کہتا تھا۔ اور رسول اللہ کا جانی دشمن تھا۔ قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔

اور قریشوں کو کیا تیار بدلے کے لئے
کُل مسلمانوں کی ہر دم ہجو گوئی سے تھا کام
قتلِ حضرت کے لئے تدبیریں تھا صبح و شام
علم آنحضرت کو بھی اس کے جنوں کا ہو گیا
یعنی رکھتا ہے ارادہ اب یہ میرے قتل کا
بدر کے مقتول تھے جلتے ہے لب پر اُن کا نام
آج لینا چاہتا ہے مجھ سے ان کا انتقام
آپ نے اس شخص کے فتنے سے بچنے کیلئے
صرف یہ تدبیر کی تین آدمی یکجا کئے
اک محمد[1] تھے کہ جو تھے مسلمہ کے نونہال
دو صحابی دیکے ان سے کہدیا سارا یہ حال
تینوں شخصوں نے کیا بالآخرش فی النار[2] اُسی

---

[1] محمد بن مسلمہؓ نے حضور کے دو صحابیوں کو ساتھ لیکر کعب کو قتل کیا۔

[2] یہ واقعہ ربیع الاول ۳ سنہ ھ میں ہوا۔

دشمنِ اسلام تھا چٹ کر گئی تلوار اُسے
ختم اس کی اس طرح سے فتنہ پردازی ہوئی
کفر سامانی مٹی اس دن ہنود دیں سازی ہوئی

جنگِ اُحد

بدر کے تھے جتنے مقتولین ان کا انتقام
اہلِ مکہ چاہتے تھے لیں گے کر کے جنگ عام
جس کے باعث تین[1] شخصوں نے اُٹھایا یہ فساد
بدر کے ہر مرنے والے کو دلایا سب کو یاد
اقربا کو اُن کے لیکر ساتھ بوسفیان کے
پاس پہونچے اور کہا آئے ہیں ہم اس واسطے
رشتہ داروں اور عزیزوں کو ہمارے بدر میں
ختم کر ڈالا مسلمانوں نے ہم لے چلیں ہیں

[1] عبداللہ بن ربیعہ و عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ۔

رقم جتنی مشترک نفع تجارت میں سے ہے
اس سے ہم لوگوں کی اب کچھ تو مدد فرمائیے
اپنے مقتولین کا بدلہ مسلمانوں سے لیں
کچھ مدد ہو جائے تو حملے کی تیّاری کریں
یہ گذارش سُن کے بوسفیان راضی ہو گیا
جس قدر بھی دے سکا انکو مدد کو دے دیا
ہو گئے کفّار خوش ہونے لگیں تیاریاں
فوج کی صورت میں یکجا ہو گئے لاکھوں جواں
جن میں تھا شاعر عمر[1] جمحی بھی شامل شاد شاد
شعر کہہ کہہ کر سناتا تھا اُٹھاتا تھا فساد
ساتھ سرداروں کی تھیں اس فوج میں عورات بھی
ساتھ ان عورات کے تھی بیٹیوں کی ذات بھی

---

[1] یہ ایک شاعر تھا جو بدر میں قید ہو گیا تھا اور آنحضرتؐ نے اس پر رحم فرما کر فدیہ لیکر چھوڑ دیا تھا۔

فوج میں سے جوش بولا یہ وحشی[1] سے جبیر[2]
کوئی بھی حربہ چلانے میں نہیں تیرا نظیر
مار ڈالا تو نے گر حمزہؓ کو اپنے وار سے
جنگ کے ہوتے ہی میں آزاد کر دوں گا تجھے
وادیِ کوہِ اُحد میں جا کے یہ لشکر رُکا
اور اس وادی میں اک پانی کے چشمے پر رُکا
اس طرف اپنے صحابہ سے یہ حضرت نے کہا
مشرکوں کا پھر دوبارہ ہے ارادہ جنگ کا
سُن کے عبداللہ[3] بولا میری تو یہ رائے ہے
سب مدینے میں رہیں کوئی نہ کچھ بھی غم کرے
جب یہاں پہونچیں اور آ کے ہم پہ وہ حملہ کریں
شہر کے اندر رہ ہم ان کو گھیر کر پسپا کریں

---

[1] وحشی نامی حبشی قوم کا شخص تھا جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا اور چھوٹا نیزہ چلانے میں مشاق تھا۔
[2] جبیر بن مطعم۔ [3] عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا۔

بعض بولے شہر سے باہر ہی جا کر روک لیں
شہر میں آنے ہی کی اعدا کو ہم جرأت نہ دیں

اُٹھے آنحضرتؐ گئے گھر میں مسلّح ہو گئے[1]
اور ہوئے تیار سب باہر ہی چلنے کیلئے

چودہ شوالِ معظم تھی جمعہ کا روز تھا
بعد جمعہ حق کا شیدائی مدینے سے چلا

بولا عبد اللہ اپنے ساتھیوں سے گھر چلیں
ساتھ ان کے کیوں بھلا ہم اپنی پیاری جان دیں

ساتھیوں کو ساتھ لیکر یہ مدینے[2] آ گیا
چھوٹے کچھ بچے جو تھے لشکر کچھ ان سے کم ہوا

---

[1] حضور کے مسلّح ہونے سے صحابہ ڈر گئے کہ شاید کوئی بات ہماری بارِ خاطر ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی کہ حضور ہماری بات کا کچھ خیال نہ فرمائیں۔ اگر شہر میں رہنا بہتر ہو تو ہمیں قیام فرمائیں۔ حضور نے فرمایا کہ نبی کو زیب نہیں دیتا مسلّح ہو کر بغیر لڑے ہتھیار اتار دے۔

[2] جن کی تعداد تین سو تھی جو لشکر سے نکل کر مدینے واپس چلے گئے۔

بعد اس کے لشکرِ مسلم کی صف بندی ہوئی
حضرت مصعبؓ کو لشکر کی علمداری ملی
دونوں جانب ہر طرح تیار فوجیں ہو گئیں
جنگ کے ماحول میں جو ہر طرح سے کھو گئیں
ہو گیا جب مشرکوں کی سمت سے آغازِ جنگ
اہلِ دیں کی سمت سے بھی چل پڑے تیر و تفنگ
جس قدر بھی تھے مسلماں بے جگر ہو کر لڑے
بو دجانہؓ حمزہؓ و حیدرؓ بہت بہتر لڑے
بو دجانہؓ کو جو دی تھی تیغ خود سرکار نے
اس سے حاصل کی اجل بے انتہا کفار نے
حضرت حمزہؓ دو دستی وار میں تھے بے مثال
جوشِ دیں میں بڑھ گئے جاں کا نہ کچھ آیا خیال

---

۱ حضور کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی جو بو دجانہؓ کو عطا فرما دی گئی۔

پھینک کر مارا اُسی وحشی نے حربہ بے پناہ
بے خیالی میں لگا اور ناف تک پہونچا آہ
زخم وہ کاری لگا چکرا کے فوراً گر گئے
اور تھوڑی دیر ہی میں راہیِ جنّت ہوئے
بعد تھوڑی دیر کے کفّار سب گھبرا گئے
اور پیچھے ہٹ گئے اسلام کے ہر وار سے
جب مسلمانوں نے دیکھا بھاگ نکلے اہلِ کیں
سب مسلماں آ گئے مالِ غنیمت کے قریں
اہلِ کیں نے جب یہ دیکھا کر دیا حملہ اک اور
آنکھ اُٹھائی جب مسلمانوں نے تو دیکھا بغور
سر پہ دشمن کی ہیں تلواریں، پریشاں ہو گئے
منتشر سب ہو گئے اور جا بجا سب کھو گئے
نضر کے بیٹے کو لڑتے ہی میں یہ آیا نظر

عمروؓ ہتیار پھینکے رہ میں بیٹھے ہیں عمرؓ
عمرؓ کا جب پوچھا سبب تو یہ عمرؓ کہنے لگے
میرے مولا میرے آقا یعنی حضرت مر گئے
ایک گھونسا سا لگا دل میں یہ سنکر رو دئیے
اور کہا اب جی کے کیا ہوگا جب آقا مر گئے
کہتے ہی یہ گھس گئے وہ لشکر کفار میں
جنگ کی کفار سے اور خود مرے اک وار میں
یعنی لڑتے لڑتے ان کو حق کی رحمت مل گئی
دینِ حق پر مٹ گئے یعنی شہادت مل گئی
اس طرف حضرتؐ تھے بس اور چند ہی تھے اہلِ دیں
جو تھے حضرت کے محافظ جو تھے حضرتؐ کے معیں
دفعتاً پھینکا کسی کافر نے اک پتھر ادھر
جس سے ٹوٹا دانت اک حضرتؐ کا لعنت کفر پر

تھا مسلمانوں کے کُل لشکر میں بےحد انتشار
ہو رہے تھے کافروں پر پھر بھی ہر جانب سے وار
کافروں نے اک گڑھے کو کھود رکھا تھا وہاں
گر پڑے جس میں رسولِ پاک جا کر ناگہاں
ہاتھ پکڑا حیدرِ صفدر نے بڑھ کر آپ کا
حضرتِ بوبکرؓ طلحہؓ نے انہیں اُوپر لیا
کعب[1] نے حضرت کو دیکھا دفعتاً تو خوش ہوا
میرے آقا ہیں ابھی زندہ یہ وہ چلا اُٹھا
سب صحابہ سُن کے یہ دوڑے گئے حضرت کے پاس
دیکھ کر حضرت کو سب کا کم ہوا خوف و ہراس
ایک[2] دشمن نے کہا میں قتل کر دوں گا انہیں
قتل کر دوں گا انہیں زندہ نہ چھوڑونگا انہیں

---

[1] کعب بن مالک انصاری۔ [2] ابی بن خلف۔

سن کے یہ حضرت نے بس حارث سے نیزہ لے لیا
وار جس سے بڑھ کے فوراً ہی ابی پر کر دیا
اس کی شہ رگ کٹ گئی اور خون اس سے بہہ گیا
واپسی میں جس کے باعث آخر ش وہ مر گیا
بس یہی وہ شخص ہے جس کو حضورِ پاک نے
جان سے مارا کیا ہے قتل اپنے ہاتھ سے
یہ مدینے میں خبر پہونچی کہ حضرت مر گئے
تو بہت سے مرد و عورت غم میں گھر سے چل دئے
فاطمہؓ بھی سن کے یہ جنگاہ میں دوڑی گئیں
ڈھال میں پانی علیؑ لائے یہ خوں دھونے لگیں
یہ ابوسفیان بولا ہے یہ بدلہ بدر کا
ہوگا پھر اگلے برس حملہ یہی سن لو ذرا
سن کے یہ کہلا دیا حضرت نے ہاں منظور ہے

سال آئندہ تو ہے نزدیک ہی کب دُور ہے
کہہ کے یہ کفّار فوراً سُوئے مکّہ چل دئے
اور آنحضرت بھی کرنے دفن مُردوں کو چلے
کافروں نے بدر کا بدلہ شہیدوں سے لیا
ٹکڑے ٹکڑے اُن کی لاشوں کو بُری صورت کیا
ہندہ نے تو یہ غضب حمزہؓ کے لاشے پر کیا
کر کے سینہ چاک اس سے دل لیا اور کھا لیا
کان کاٹے ناک کاٹی اور لیں آنکھیں نکال
ہار پہنا کی وہ اِن سب کا بنا کر بدخصال
دفن کر کے سب کو آقا پھر مدینے آ گئے
خود کو دکھلایا سبھوں کو اور سب کو پا گئے
اس احد کی جنگ پر کچھ آیتیں نازل ہوئیں
آل عمراں کی تھیں سب وہ آیتیں اور ساٹھ تھیں

حسبِ وعدہ آپ پہونچے بدر[1] میں پھر اگلے سال
تھے صحابی ساتھ میں اللہ رے اُلفت کا کمال
اور ابوسفیان اُس جانب سے لڑنے کو چلا
تھوڑی دُور آیا۔ رُکا اور رُک کے یہ کہنے لگا
قحط کے دن ہیں کہیں کھانا کہیں پانی نہیں
پھر گیا مکّے کو مکّے سے ابھی تک تھا قریں

غزوۂ خندق

اہلِ کیں[2] کا اک قبیلہ تھا جو خیبر میں مکیں
اس کے کچھ سردار جو حد سے زیادہ تھے لعیں
لیکے ساتھ اپنے بنی وائل کو مکّے آگئے
اور قریشوں سے کہا باقی نہ اک مسلم رہے

---

[1] شعبان ۴ھ میں؛ [2] بنی نضیر

نیست اور نابود کر دو نام کو اسلام کے
ہیں مسلماں ہی فقط قابل غم و آلام کے
عہد پھر غطفان سے بھی جا کے سب نے یہ کیا
جس قدر مسلم ہیں دنیا میں انہیں کر دو فنا
اس پہ غطفان[1] و قریش[2] آپس میں یکجا ہو گئے
تل گئے اسلام کو یکسر مٹانے کے لئے
مشورہ یہ سن کے حضرت نے صحابہ سے لیا
حضرت سلمان[رض] نے جس پر یہ حضرت سے کہا
ہم مدینے سے نکل کر سب کے سب ان سے لڑیں
اور میداں کی بجائے کھود لیں کچھ خندقیں
سن کے حضرت نے کیا اس رائے کو بیحد پسند
تھے مسلماں[2] جس قدر اس پر ہوئے سب کاربند

---

[1] ان کی مجموعی تعداد ۲۴ ہزار تھی۔ [2] مسلمانوں کی تعداد صرف ۳ ہزار تھی۔

یہ زمانہ تھا مسلمانوں پہ کتنا سخت تر
تھی اذیّت کھانے پینے کی انہیں شام و سحر
دشمنوں کا ہر طرف سے اُن پہ تھا اک اژدہام
خندقوں کی پھر بھی جاری تھی کھُدائی صبح و شام
اتفاقاً دشمنوں میں پڑ گیا ایسا نفاق
اپنے اپنے گھر گئے رکھ جنگ کو بالائے طاق
اس مصیبت میں مسلمانوں کو کچھ دن[1] ہو گئے
عینیہ[2] سے گفتگو کی تفرقے کے واسطے
عینیہ نے سُن کے ظاہر ان سے کی آمادگی
جس پہ آنحضرت نے کچھ انصار سے یہ رائے لی
مشورہ انصار نے اس کا نہ حضرت کو دیا

---

[1] بیس روز سے زائد مسلمان اس مصیبت میں پھنسے رہے۔ [2] عینیہ غطفان کا رئیس تھا، جس سے آنحضرت نے کہا کہ تم اپنے قبیلے کو لے جاؤ ہم تم کو مدینے کی پیداوار کا چوتھائی حصہ ہمیشہ دیا کریں گے۔ لیکن انصار رسول نے آپ کو اس امر کا مشورہ نہ دیا۔

ناکمل عہدنامہ اس طرح سے رہ گیا
کچھ قریشی نوجواں اس درمیاں میں آگئے
اور مسلمانوں پہ حملے کے لئے آگے بڑھے
ایک گھوڑا لیکے خندق میں گرا اور مر گیا
اور مرا آکر مسلمانوں کے ہاتھوں دوسرا
بعض خندق پار کر کے آگئے ان کے قریں
جس میں سے اک تھا عمر[1] نامی عدوئے اہلِ دیں
قتل کر ڈالا علیؓ کے اس کو بس اک وار نے
تیر برسائے بہت کچھ دور سے کفار نے
جنگ یہ دن بھر رہی آپس میں یوں ہی برقرار
عورتیں بچے مسلماں قلعہ میں تھے بے شمار
گو مسلماں تنگ تھے اس جنگ کے ماحول سے
پر مسلماں تھے نہ پھر سکتے تھے اپنے قول سے

۱؎ عمر ابن ود عرب کا نامی شہسوار۔

ہاں دُعا کرتے تھے اپنے خالقِ اکبر سے یہ
ٹال دے یا رب بلا تو اب ہمارے سر سے یہ
ناگہاں اک رات کو آئے نعیم[1] ابن مسعود
اور کہا سچے مسلمانوں میں ہے میرا وجود
آپ جو فرمائیں وہ فرمان میں لاؤں بجا
بندۂ ربِ قوی ہوں اور پیرو آپ کا
آپ نے فرمایا ڈالو جا کے اعدا میں نفاق
کام آئے گا مسلمانوں کے ان کا افتراق
کاربند اس حکم پر فوراً ہوئے جا کر نعیم
لڑ پڑے ان کے عمل سے سب وہ آپس میں غنیم
اور پھر اس کے علاوہ تھی رسد کی بھی کمی
جس کے باعث جنگ والوں کو بڑی تکلیف تھی

---

[1] نعیم ابن مسعود جو غطفان کے ایک ہر دلعزیز اور ممتاز رئیس تھے جو مسلمان ہوگئے۔

یہ خبر سُن کر ذریعہ کو رسول اللہ نے
بھیجا حالاتِ عدو معلوم کرنے کیلئے
جا کے وہ اعدا میں فوراً دشمنوں میں مل گئے

جب یہ بو سفیان نے الفاظ یہ سب سے کہے
ہم یہاں سب اپنے اپنے ہیں گھروں سے دُور دُور
تھک چکے ہیں اسقدر۔ ہیں جسم سب کے چُور چُور
جانور بھی جس قدر ہیں ہیں تباہ و خستہ حال
آندھیوں میں آگ تک ہم کو جلانا ہے محال
ایسی صورت میں یہاں ٹھہریں بہت دشوار ہے
میرا دل بھی اس جگہ رہنے سے اب بیزار ہے
سُن کے بو سفیان کے یہ لفظ سب اُٹھکر چلے
اور اُونٹوں پر سواری کی۔ روانہ ہو گئے
اس طرح سے یہ بلا اسلام کے سر سے ٹلی

یہ کرم یہ مہربانی تھی خدائے پاک کی

بعد پھر اُس کے چڑھائی کی رسول اللہ نے[1]
جنگ پر آمادگی ظاہر کی ہر گمراہ نے
لیکن ان میں سے نہ آیا سامنے اک بھی بشر
چھپ گئے قلعے میں اپنے وہ غنیمت جان کر
بعد پچیس[25] روز کے کی عرض سعد آئیں ادھر
اور جو بھی فیصلہ دیں وہ ہمیں دیں آن کر
بات یہ سنتے ہی آنحضرتؐ کی منظور اور
کہہ دیا یہ سعد سے تم فیصلہ دو کر کے غور
سعد بولے لڑنے والے جس قدر ہیں قتل ہوں
عورتیں بچے ہیں جتنے قیدیوں کی شکل ہوں

---

[1] بنی قریضہ پر اہل اسلام نے چڑھائی کی۔

مال ہے جتنا وہ ہے مالِ غنیمت میں شمار
فیصلہ[1] اوّل سے آخر تک یہی پایا قرار
چھ مسلماں[2] جنگِ خندق میں شہادت پا گئے
مشرکیں میں سے ہوئے جو قتل وہ بس تین تھے
بعد اس غزوے کے آکر دو قریشی[3] نامور
لیکے نام اللہ کا آئے رہِ اسلام پر
اس کے بعد اہلِ عرب نے اپنی ہمت ہار دی
اس طرح سے وہ مقابل میں نہ آئے پھر کبھی
حضرتِ اقدس بنی لحیان[4] سے لڑنے گئے
جس سے وہ ڈر کر وہاں کی اک پہاڑی میں چھپے
آپ نے چھپنے پہ اُن کے اس قدر رکھا ترس

---

[1] حضرت سعد کے فیصلے کو منظور کیا گیا۔ [2] ان شہیدوں میں سے ایک حضرت سعد بن معاذ بھی ہیں جو رئیس انصار تھے۔ [3] ایک حضرت عمرو بن عاص۔ دوسرے خالد بن ولید۔
[4] جمادی الاول سنہ ۶ھ میں بنی لحیان سے اصحاب رجیع کا بدلہ لینے کیلئے حضور نے چڑھائی کی

آپ فوراً آ گئے واپس بغیر پیش و پس

اک خبر حضرت کو یہ شعبان سن چھ کو ملی

مصطلق تیاریاں اب کر رہے ہیں جنگ کی

آپ یہ سنکر مدینے سے ہوئے فوراً رواں

معرکہ ان سے ہوا در پیش آکر ناگہاں

جنگ میں وہ دشمنانِ دین ہارے شانِ رب

عورتیں بچّے غنیمت میں ملے اور مال سب

دختر حارث سے خود حضرت نے فرمایا[۱] نکاح

دین و دُنیا میں ہوئی اس طرح سے اُسکی فلاح

واقعۂ حدیبیّہ

تھی صحابہ اور رسول اللہ کو کعبے کی یاد

۱ے رئیس قوم حارث کی بیٹی جویریہ جو غنیمت میں آئی ہیں۔

خواب[1] دیکھا اور مکے[2] کو چلے یہ شاد شاد
جب خبر اس کی قریشوں کو ملی گھبرا گئے
فکر کی اسلام کے حملے سے بچنے کے لئے
کی حدیبیہ میں منزل قرب مکہ شاہ نے
یعنی حق بین و حق آرا اور حق آگاہ نے
ایلچی[3] بھیجے قریشوں نے محمدؐ کے حضور
اور یہ پوچھا کہ آنے کا سبب کہئے ضرور
آپ نے فرمایا کعبے کی زیارت چاہیئے
ہم نہیں آئے یہاں اس وقت لڑنے کیلئے
وہ یہ بولے شہر میں آنے نہ دیں گے ہم تمہیں
طعن کل اہلِ عرب اس بات کی دینگے ہمیں

---

[1] آپ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمان مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔
[2] ذیقعدہ سنہ ۶ھ میں مکے کی طرف روانہ ہوئے۔
[3] قبیلہ خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقا چند آدمیوں کے ہمراہ ایلچی کی شکل میں آئے۔

پھر حلیس آیا قریشیوں کی طرف سے دیکھنے
آ کے دیکھا اُونٹ قربانی کی خاطر ہیں کھڑے
جا کے اُس نے کی سفارش صاحبانِ دین کی
لیکن اس سے اہلِ مکّہ نے بہت کی بے رُخی
بے رُخی سے کافروں کی اس کو غصّہ آ گیا
اور کہا کعبہ کی حرمت سے بھی ہے نقصان کیا؟
تم اگر روکو گے ان کو تو لڑوں گا تم سے میں
اور بدلہ اس بد اخلاقی کا لوں گا تم سے میں
اس کا غصّہ کر کے ٹھنڈا یہ قریشیوں نے کہا
تم نہیں واقف سمجھتے تم نہیں ہے راز کیا
بعد ازاں کافر جوانوں نے کیا حملہ اُدھر
مُسلموں نے کر لیا اُن کو مقیّد گھیر کر
لیکن ان کو کر دیا حضرت نے فوراً ہی معاف

گو معافی تھی یہ اُن کی سخت آئیں کے خلاف
آیا پھر اس سمت عروہ اور آکر یہ کہا

آدمی کیوں اس قدر لیتے ہو فرماؤ ذرا
ایک پل میں جنگ کر کے ہم مٹا دیں گے انہیں

تم یہاں اک لشکرِ جرّار سمجھے ہو جنہیں
حضرتِ صدیقؓ نے بڑھ کر دیا اس کا جواب

جس پہ وہ بولا تمہارا مجھ پہ ہے احسان[1] جناب
جس کے باعث سخت یہ فقرہ تمہارا سہہ گیا

گھونٹ خوں کا سا پیا خاموش ہو کر رہ گیا
شاہ نے عروہ سے بھی دُہرا دیا اگلا کلام

یعنی ہم لڑنے نہیں آئے ہمیں ہے اور کام

---

[1] عروہ نے کہا کہ اے ابوبکر تمہارا ایک احسان میری گردن پر ہے جس کو میں ابھی تک اتار نہیں سکا۔ ورنہ میں تمہارے اس سخت جواب کو برداشت نہ کرتا۔

ہم زیارت کے لئے آئے ہیں بیت اللہ کی
تم نے تو بے سُود ہی ہم سب کی کھوٹی راہ کی
حضرتِ عثمان کو بھیجا رسولِ پاک نے
حکم مانا نام لیوائے شہِ لولاک نے
حضرتِ عثمان سے بولے قریشِ خاص و عام
تم اگر چاہو تو کعبے جاؤ کر لو اپنا کام
آپ نے فرمایا بے شاہِ ہدا؟ کیجئے معاف
خانۂ کعبہ کا مجھ سے ہو نہیں سکتا طواف
سُن کے یہ روکا غنیِ پاک کو سب نے وہاں
قتل اُن کو سب نے کر ڈالا خبر پہونچی یہاں
سُن کے آنحضرت نے فرمایا کہ ہے ایسا اگر
اس کے بدلے ہم قریشیوں کی ابھی لیں گے خبر
بیعتِ رضواں لی پھر سب سے شہِ ذیشان نے

آج تک دی ہے گواہی جس کی خود قرآن نے

ایلچی کر کے قریشوں نے سہیل ابنِ عمر
خدمتِ حضرت میں بھیجا صلح کی لیکر خبر

چند شرطیں صلح کی تھیں جس پہ منظوری ہوئی
صلح یہ اس وقت بیچ امن و اماں کا ہو گئی

صلح نامے پر ابو جندل جو تھے ابنِ سہیل
ہو گئے فوراً مسلماں کفر کا رکھا نہ میل

اہلِ مکّہ نے بہت ان پر تشدّد بھی کیا
نام لیکن کفر کا ہرگز نہ جندل نے لیا

لہ (۱) اس سال نہیں اگلے سال مسلمان آئیں۔ تلواریں میان میں ہوں ہتیار نہ لگائیں۔
تین دن تک حرم میں ٹھہریں۔ ان دنوں قریش مکّے سے باہر نکل جائیں گے۔
(۲) قبائل عرب میں سے مسلمان جس قبیلے سے چاہیں معاہدہ کرلیں اور قریش جس کو چاہیں اپنا حلیف بنائیں۔ (۳) کوئی قریش اگر مسلمانوں میں چلا جائے گا تو وہ واپس کیا جائیگا
اور اگر کوئی مسلمان قریشوں میں آجائے گا تو واپس نہ ہوگا۔
(۴) فریقین میں دس سال تک جنگ نہ ہوگی۔ امن و امان سے رہیں گے۔

حضرت عثمان نے حضرت سے کی یہ عرض بھی
ہم نہیں ہیں اہل یا کہ وہ نہیں مشرک شقی
کس لئے پھر ہم گوارا سختیٔ جندل کریں
جس قدر بھی ہم مدد جندل کو دے سکتے ہوں دیں
سن کے یہ حضرت نے فرمایا یہ سب کچھ ہی بجا
میں بھی سب یہ جانتا ہوں پر نہیں حکمِ خدا
صلح نامہ ہو گیا تحریر تو سب اہلِ دین
شوق سے کرنے لگے سب خدمتِ دینِ مبیں
مذہبی اپنے فرائض سب ادا کرنے لگے
جامۂ احرام اتارا اونٹ بھی قرباں کئے
پھر ہوئے واپس مدینے کو نہ مکے جا سکے
اگلے سال آئیں گے سب بولے جو ہم پھر آ سکے
سورۂ فتح اس ہی موقع پر تو ہے نازل ہوئی

فتح یہ اللہ نے فتحِ نمایاں ہے کہی
دین کے اور اہلِ دیں کے دشمنِ جاں تھے یہود
زہر تھا ان کے لئے اسلام والوں کا وجود

جنگِ خیبر

بلدۂ خیبر سے گو شہرِ مدینہ دُور تھا
پھر بھی جاسوسوں سے رکھتے تھے پتہ ہر راز کا
دیکھا جب حضرت نے یہ کفّار کا شور و شغب
چل دئے ماہ محرم میں نبی با حکمِ رب
ساتھ میں اپنے لئے کافی صحابہ آپ نے
لشکرِ اسلام تا کہ اہلِ کیں پر چھا سکے
قلعے تھے تعداد میں چھ اہلِ کفر و شرک کے
اہلِ ایماں جن کو اک اک کر کے بس لینے لگے

قلعہ تھا سب سے بڑا جو نام تھا اس کا قموص
پہلوان مرحب کے رہنے کے لئے تھا بالخصوص
فتح کرنے کے لئے اس کو صحابہ نے تمام
زور جتنا تھا لگایا چل سکا پھر بھی نہ کام
تب دیا حضرت نے بلوا کر علیؑ کو ہی علم
آپ نے فوراً نکالی میان سے تیغ دو دم
جنگ قلعے سے نکل کر آپ سے مرحب نے کی
جھپٹے مرحب کی طرف شاہِ نجف مولا علیؑ
قتل اس بے دین مرحب کو کیا اک وار میں
مرحبا کا شور اِدھر تھا سوگ تھا کفّار میں
قلعے پر قبضہ کیا جھنڈا گڑا اسلام کا
کفر پر سکّہ جما مولا علی کے نام کا
اہلِ خیبر کی طرف سے صلح کا آیا پیام

صلح کے پیغام پر راضی ہوئے شاہِ انام
کام آئے کُل یہودی جنگ میں تیرانوے
پندرہ مسلم تھے جو اس میں شہادت پا گئے

فدک

وا پسی میں ٹھن گئی آخر فدک میں جنگ کی
مسلموں نے ان کی آزادی بھی اُن سے چھین لی
اہلِ خیبر کی شرائط پر فدک والوں نے بھی
جب ہوئے محصور تو محصور ہو کے صلح کی

عمرۂ حدیبیہ

وہ حدیبیہ کی صلح کی شرائط یاد تھیں

له اہلِ خیبر نے درخواست کی کہ ہم یہاں کی نصف پیداوار سالانہ دیتے رہیں گے ہم سے صلح کرلی جائے۔ اُنکی درخواست منظور کی گئی۔

ہر مسلماں کے خیال و ذہن میں آباد تھی

اگلا سال آیا چلے لیکر صحابہ کو حضور
پہونچے مکّے ہو گئے مکّے سے سب کفّار دُور
تین دن رہ کر حرم میں کر کے عمرہ اور طواف
چل دئے واپس مدینے کی طرف دل کر کے صاف

سریہ موتہ[1]

بادشاہوں کو جو خط بھیجے رسول اللہ نے
ایک خط سرجیل[2] کے بھی نام کا تھا ان میں سے
لیکے وہ حارث[3] گئے تو قتل اُن کو کر دیا
اس کا بدلہ کافروں سے خوب حضرت نے لیا

---

[1] موتہ ایک مقام کا نام ہے جہاں مسلمانوں نے اپنا پڑاؤ ڈالا۔
[2] سرجیل بن عمرو غسانی بادشاہ۔
[3] حارث ابن عمیر ازدی۔

فوج جو نکلی مدینے[1] سے مکمّل تین ہزار
ایک لاکھ اس کے مقابل آئی فوجِ نابکار

جنگ اِن دو لشکروں میں آ کے موتہ میں ہوئی
زید نے پائی شہادت روح جنت کو گئی

حضرتِ جعفر نے اس کے بعد میں پایا علم
ہو گئے وہ بھی شہید اسلام نے پایا یہ غم

پھر علم یہ لے کے عبداللہ میداں میں بڑھے
وہ بھی حکمِ ربِ عالم سے شہادت پا گئے

حضرتِ خالد نے سب کے بعد میں پایا علم
اور لڑے کفّار سے بھیجا انہیں ملکِ عدم

آٹھ تلواریں شکستہ ہو گئیں ایسے لڑے
کل صفیں اعدا کی پسپا ہو گئیں ایسے لڑے

---

[1] جمادی الاول ۸ھ میں تین ہزار فوج مسلمانوں کی مدینے سے روانہ ہوئی۔

اپنی قوت سے بچائی ساری فوجِ اہلِ دیں
دیکھتے ہی رہ گئے کُل اہل شرک و اہلِ کیں
صرف بارہ تھے مسلماں جو شہادت پا گئے
ختم کر کے جنگ سب واپس مدینے آ گئے

فتح مکہ

اہلِ مکہ کا جو دل حضرت سے تھا بالکل نہ صاف
تھیں حدیبیہ کی جو شرطیں کیا اُنکے خلاف
ناگواری اہلِ ایماں کو ہوئی اس کی بہت
اور اذیت شاہِ ذیشاں کو ہوئی اسکی بہت
آپ نے فرمایا مکے کی کرو تیاریاں
پر قریشوں پر نہ ظاہر راز کرنا بے گماں
اک صحابیٔ رُسل نے جس کا حاطب نام تھا

ایک خط بھیجا قریشوں کو غضب ایسا کیا
راہ میں وہ نامہ بر عورت مگر پکڑی گئی
اور حضورِ پاک کے دربار میں لائی گئی
جب سبب دریافت حاطب سے کیا تو کہہ اُٹھے
ہاں یہ خط میں نے ہی بھیجا تھا مگر اس واسطے
شہر مکّہ میں ہیں میرے اقربا بچ جائیں وہ
ہو قریشوں پر اک احسان ظلم سے باز آئیں وہ
دس تھی وہ تاریخ، سن تھا آٹھ، تھا ماہِ صیام
فوج[1] لیکر جب چلے مکّے کو شاہِ خاص و عام
پہونچکر نزدیک مکّہ کے کیا اپنا قیام
علم مکّے والوں کو ہوا۔ چرچا ہوا اس کا تمام
ساتھ کچھ سردار بوسفیان لیکر رات کو

---

[1] دس ہزار صحابہ کی فوج لیکر چلے۔

چل دیا مکّے سے افواہوں کی تحقیقات کو
آکے باہر شہر سے دیکھا کہ میداں ہے بھرا
ہر طرف ہے آگ روشن آدمی ہیں جا بجا
ٹھٹ کے ٹھٹ انسان کے ہر سمت آتے ہیں نظر
دنگ ہو کر رہ گیا سفیان لشکر دیکھ کر
حضرت عباس مکّے جا رہے تھے. راہ میں
ہو گئی مڈبھیڑ ان گمراہ و حق آگاہ میں
لائے بوسفیان کو عباس حضرت کے قریں
اور کہا دیجے اماں اِس شخص کو اے شاہِ دیں
بولے یہ حضرت عمر اس کو نہ دیجے گا اماں
دشمنِ جاں ہر مسلماں کا ہے یہ تو بے گماں
حضرتِ عباس سے فرمایا اس پر شاہ نے
اپنے خیمے میں اماں اک شب کی انکو دیجئے

خیمۂ عباس میں یہ رات بھر سوتے رہے
صبح ہوتے آئے اور آکر مسلماں ہو گئے
بولے یہ حضرت کہ کعبے اور ابوسفیاں کے گھر
جو رہے گا وہ اماں پا جائے گا المختصر
اور دروازے جو اپنے بند کر کے چھپ رہے
اور جو تلوار اپنی میان میں پنہاں رکھے
اُن سے ہم مطلق نہ بولیں گے اماں میں وہ ہیں
جو خلاف اس کے کریں گے وہ مزہ اس کا چکھیں
سُن کے بوسفیان یہ حیراں ہوئے۔ جا کر کہا
اب محمدؐ کے مقابل میں نہ آنا سُن لیا؟
اور جو حضرت نے فرمایا تھا سب کچھ کہہ دیا
خوف طاری سُن کے یہ کُل اہلِ مکّہ پر ہوا
لشکرِ اسلام داخل شہرِ مکّہ میں ہوا

اور حرم میں بھی ہوا داخل اِن کا بے چون وچرا
جس قدر بت خانۂ کعبہ میں تھے توڑے گئے
رکعتیں دو کیں ادا سب نے تشکر کے لئے
خانۂ کعبہ کے در پر پھر شہِ لولاک نے
آ کے اک تقریر[1] کی ان کافروں کے واسطے
دشمنانِ دیں کھڑے تھے سب خموش و با ادب
آپ بولے جانتے بھی ہو کروں گا کیا میں اب
وہ یہ بولے بھائی ہو تم جو بھی اب ارشاد ہو
مالکِ کونین بولے جاؤ تم آزاد ہو
کافروں نے رحم یہ دیکھا تو حیراں ہو گئے
یہ ادا اتنی پسند آئی مسلماں ہو گئے

---

[1] اس تقریر کا آغاز یہ تھا۔ اللہ ایک ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کو شکست دی۔ ہر قسم کے فخر اور خوں اور مال کے دعوے میرے قدموں کے نیچے ہیں۔

خانۂ کعبہ کی کنجی پھر ملی عثمان کو
نسل میں اُن کے ابھی تک ہے وہ کنجی دیکھ لو
اہل مکّہ کو عرب اسلام لاتے دیکھ کر
دیں کی جانب خود بخود آنے لگے شام و سحر

جنگِ حنین

کچھ قبائل[1] جنگجو اسلام سے لڑنے کو آئے
مالک ابن طوف کو کر کے سپہ سالار لائے
اہلِ دیں کو لیکے حضرت اس طرف سے چل پڑے
دشمنانِ دینِ اسلامی سے لڑنے کے لئے
فوج کی تعداد تھی اس وقت میں بارہ ہزار
ساز و ساماں بھی تھا وافر تھی ہر اک شے بیشمار

---

[1] بنی ثقیف اور ہوازن قبائل جو مکّہ اور طائف کے درمیان آباد تھے۔

سب صحابہ خوش تھے اپنی فوج کی تعداد پر
اور کہتے تھے کہ غالب آئے گا کون آن کر

بات یہ اللہ کو اُن کی ہوئی کچھ ناگوار
پہلے ہی حملے پہ بھاگے سب مسلماں شہسوار

آپ نے عباس سے آواز دلوائی کہ آؤ
کام لو ہمت سے اپنی مت ہمت گنواؤ

ان کی اس آواز پر سارے مسلماں آ گئے
کفر والے اس دوبارہ جنگ سے گھبرا گئے

ہاتھ آیا جنگ میں مالِ غنیمت[1] اس قدر
دیکھنے والے جو تھے گھبرا گئے سب دیکھ کر

سورۂ توبہ[2] میں اس کا ذکر ہے حق نے کیا

---

[1] چھ ہزار عورتیں اور بچے۔ بیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔
[2] اللہ نے اکثر مرتبہ تمہاری مدد کی تم شکست کھا گئے اور پھر تمہاری ہمت بندھائی اور ایسے طریقوں سے تمہاری مدد کی کہ تم کو علم ہی نہیں ہوا۔ اور کافروں کو سزا دی۔

یوں مدد کرتا ہے دیکھو دین والوں کی خدا
اتنے میں اہلِ ہوازن آئے پیشِ شاہِ دیں
بولے ہم اسلام کا لے آئے ہیں دل سے یقیں
تھیں ہمارے ہی قبیلے کی حلیمہ دائی بھی
آپ اگر چاہیں تو حاصل ہو ہمیں بھی برتری
آپ نے فرمایا لوگے مال اپنا۔ یا عیال
بولے وہ ہم کو تو ہے بس بیوی بچّوں کا خیال
آپ نے اولاد کو اُن کی کیا واپس جو نہیں
جس قدر انصار تھے اولادیں سب نے پھیر دیں
چند انصاروں کو یہ شے کچھ ہوئی بھی ناگوار
جس کا چرچا[1] بھی ہوا آپس میں ان کے بار بار

---

[1] حضرت نے بھی یہ چرچا سُنا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ چونکہ یہ نئے مسلمان تھے ان کی تالیف قلوب کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ کچھ خیال نہ کرو۔ تم پرانے ہو اور یہ نئے اسلام لائے ہیں۔

لیکن اس کے بعد اک تقریر آنحضرت نے کی
جو مکمّل اک اثر اُن کے دلوں پر کر گئی
سُن کے یہ تقریر انصار بھی چُپ رہ گئے
آنکھ سے ان سب کی کچھ اشکِ ندامت بہہ گئے

غزوۂ تبوک

انتقامِ جنگِ موتہ کو غسانی شاہ نے
فوج اک تیار کی لڑنے کو اہلِ دین سے[1]
سُن کے آنحضرت نے بھی تیّار اک لشکر کیا
ہر مسلماں کے قبیلے کو مدد کا حکم تھا
سخت گرمی پر قحط کے ساتھ تھیں دُشواریاں
تھے منافق جتنے سمجھاتے کہ جاتے ہو کہاں

---

[1] عیسائی اور عربوں اور قیصر سے مدد لیکر ایک فوج تیار کی۔ قیصر نے چالیس ہزار فوج بھیجی۔

حق نے یہ بہکانے والوں کے لئے آیت لکھی
ہے جہنم کی تپش اس سے بھی زائد تر سُنی
نکلے آنحضرت رجب سن نو کو لے کے فوج دیں
اور تبوک[1] آئے پڑاؤ ڈال کر ٹھہرے وہیں
پر نہیں آیا غسانی اُن سے لڑنے کے لئے
یوحنا کو صرف بھیجا صلح کے انداز سے
رومتہ الجندل کا تھا حاکم تھا عدوئے اہلِ دیں
حضرتِ خالد[2] گئے لڑنے کو اس سے آفریں
قید کر کے اس کو لائے پیشِ شاہِ کائنات
جان بخشی شاہ نے فرمائی اس کو دی نجات
وہ یہ بولا میں خبر یہ آپ کو دوں گا ضرور
میں ہوں بندہ آپ کا اور آپ ہیں میرے حضور

---

[1] تبوک ایک مقام کا نام ہے جو مدینے سے ۱۴ منزل کے فاصلہ پر دمشق کی طرف ہے۔
[2] حضرت خالد چار سو آدمیوں کے ساتھ گئے۔

رہ کے یہ دس دن وہاں واپس مدینے آ گئے
آخری غزوہ یہی تھا اہلِ دین اور کفر سے

حجِ اکبر

اہتمام اہلِ دیں سے حج نویں سن میں ہوا
خود نہ آنحضرت گئے صدیقؓ و حیدرؓ سے کہا
تم ہو لے صدیقؓ میرِ حاج حیدرؓ رہیں نقیب
تین سو ہے مسلموں کی تم کو ہمراہی نصیب
حج ادا سب نے کیا صدیق نے تعلیم دی
اور کہا آئے برہنہ اب نہ کعبے میں کوئی
سورۂ توبہ کی پھر کچھ آیتیں سب کو سنائیں
اور ضروری تھیں جو باتیں سب کو وہ پھر دن بتائیں

حجۃ الوداع

حج کا حضرت نے بھی سن دس میں ارادہ کر لیا
چل دیئے ہمراہ اپنے کچھ صحابہ کو لیا
تھے مسلماں اس جگہ اک لاکھ سے بھی بیشتر
حج کیا اور بعدہٗ خطبہ[1] پڑھا اک پُر اثر
الوداعی یہ تھا خطبہ بعد اس کے یہ کہا
تم سے پوچھے گا اگر ربّ جہاں روزِ جزا
میں نے احکامِ خدا کی کس طرح تبلیغ کی
کیا کہو گے تم خدا سے کچھ بتاؤ تو سہی
سب یہ بولے ہم کہیں گے خوب کی تبلیغ دیں
لاکھ جھیلے مرحلے گو لاکھ تکلیفیں سہیں

---

[1] اس خطبہ میں آپ نے تمام مذہبی احکامات اور نصیحتیں بیان فرمائیں اور فرمایا کہ تم ایک راہِ راست پر رہو

آپ نے فوراً اُٹھائے ہاتھ سوئے آسماں
اور فرمایا کہ تُو شاہد ہے اے ربِ جہاں
آخری آیت[1] یہ اک نازل ہوئی قرآن کی
ختمِ قرآں کا یہی دن تھا نہ اُترا پھر کبھی

دعوتِ اسلام اور اس کے نتائج

آپ جب مکّے سے نکلے اور مدینے آ گئے
چند ہی تھے وہ بشر مکّے کے جو مُسلم ہوئے
ہاں مگر اہلِ مدینہ میں سے اکثر آدمی
ہو گئے مُسلم مدد کرنے لگے اسلام کی
بعد اس کے چند غزوے کافروں سے جب ہوئے
رفتہ رفتہ اہلِ کیں اسلام میں آنے لگے

---

[1] الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ؕ

جنگ کرکے قیدیوں پر ظلم یہ کرتے نہ تھے
اس ادا پر کون تھے جو دیکھکر مرتے نہ تھے
بڑھ گئی تعداد یوں ہی مسلموں کی دہر میں
ہوگئی بجلی کی اللہ کے بھی قہر میں

مراسلات

کچھ نبوت آپ کی اہل عرب تک ہی نہ تھی
بلکہ کل دنیا کے انسانوں کے تھے حضرت نبی
بادشاہوں اور امیروں کو عرب کے بھی سوا
آپ نے بھیجے خطوط اسلام لانے کو لکھا
بعض تو اسلام لائے بعض کافر ہی رہے
جنتی کچھ بن گئے کچھ دوزخی ہی رہ گئے
لیکے خط اپنے صحابہ کو ہمیشہ بھیجتے

کامیاب آئے بہت ناکامیاب اکثر پھرے
بادشاہِ روم کو بہکا دیا کفّار نے

ورنہ وہ تیّار تھا اسلام لانے کے لئے
اور منذر ابن حارث کو تھا قوّت پر گھمنڈ

دین میں آیا نہ کر کے بادشاہت پر گھمنڈ
اور نجاشی شوق دل سے آگیا اسلام میں

عزت و حرمت کا درجہ پا گیا اسلام میں
سُن کے یہ پیغام غصّہ آگیا پرویز[1] کو

چاک کر ڈالا وہ نامہ کہہ دیا چلتے بنو

---

[1] خسرو پرویز بادشاہ ایران کے پاس عبداللہ بن خدا فہ جب خط لے گئے تو اس نے غصّہ کھا کر کہا کہ ہم کچھ نہیں جانتے اور نامے کو چاک کر ڈالا اور اسکے بعد یمن کے عاقل بادان کو لکھا کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرتا ہے اس کو فوراً گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ۔ بادان نے حضور سے آکر کہا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا بادشاہ خسرو پرویز آج کی رات مارا گیا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس ہی رات شیرویہ نے اسکو قتل کر ڈالا۔ شیرویہ نے حکم دیا کہ جب تک میں کوئی حکم نہ دوں رسول اللہ کو گرفتار نہ کیا جائے۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ ایرانی سب مسلمان ہوگئے۔

بادشاہِ مصر کو پیغام بھیجا آپ نے
دین میں تو وہ نہ آیا پر انہیں تحفے دے
ایک تو خچر تھا ان میں اور دو تھیں لونڈیاں
ماریہ قطبیہ اک لونڈی تھی ان میں بے زباں
بطن سے جن کے ہوئے پیدا نبی کے اک پسر
نام ابراہیم تھا جن کا تھے فخرِ بحر و بر
اور جانب بھی رئیسوں کو روانہ خط کئے
کچھ مسلماں ہو گئے ان میں سے کچھ کافر رہے

تعلیماتِ مدنی

آیتیں جتنی مدینے آئیں وہ ممتاز تھیں
سابقہ قصوں پہ مکی آیتیں تھیں بالیقیں
لیکن آئیں جو مدینے ان میں ہے غزووں کا ذکر

اور احکام فرائض کو کہا کرنے کو فکر
بعد ہجرت قتل کی آیت ہوئی نازل یہاں
حق کی کارن کفر سے لڑنے کا ہے اس میں بیاں
حکم آیا مسلموں پر جب ہو ظلم ناروا
تب لڑو اس کے سوا لڑنا بہت ہی ہے بُرا
اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامِ خدا
رُوحِ صلح و امن سے پُر ہے نہیں جنگ آزما

عہد و پیمان اور قرآن

جا بجا ایفائے عہد ایفائے وعدہ ہے لکھا
ہے ضروری چیز اس شئے کو ہے لازم شئے کہا
حکم رب یہ ہے۔ کرو وعدے کو پورا تم ضرور
تاکہ ہو محبوب کے انداز میں میرے حضور

اسیرانِ جنگ کے متعلق

صاف یہ ان کے لئے ہے حکم ربالعالمیں
ختم پہلے زور اعدا کا کریں کُل اہلِ دیں
بعدہٗ احسان رکھ کر یا تو اُن کو چھوڑ دو
یا رہا فدیہ کے عوض میں اسیروں کو کرو

غلاموں کیلئے

حکم یہ خالق نے فرمایا کہ تم اپنے غلام
اس طرح رکھو کہ جس صورت سے رکھتے ہیں عزیز م
ہاں اگر آزاد کر دو گے تو پاؤ گے صلہ
اس عمل سے شاد ہو گا تم سے ربّ دوسرا
واجبات شکر میں سب سے مقدّم یہ رکھا

اور کہا زائد کرو فرض زکوٰۃ اس سے ادا
اور کہا کفّارہ دینا ہو کرو برّی رہا
خواہ وہ قتل وخطا کا ہو کہ ہو ظہار کا

عبادت کا بیان

آپ نے مکّے ہی سے جاری کیا حکمِ نماز
اور ہُوا سن ایک ہجری میں اذاں کا امتیاز
قبلہ تھا بیت المقدس پہلے پھر کعبہ ہُوا
حکم تاکیدی تھا یہ اس واسطے صادر کیا
روزہ سن دو میں ہُوا واجب خدا کے حکم سے
اور سن نو سے زکوٰۃ اس طرح سے دینے لگے
سورۂ حج میں خدا نے کر دیا حج کا بیاں
ہے فضیلت سورۂ عمران میں اس کی عیاں

نظامِ اجتماعی

فرض رکھا ہے خدا نے اجتماعِ مسلمیں
جس کے شاہد ہیں نماز و حج زکوٰۃِ حسنِ دیں
ہے مساوات اور اخوّت کا سبق اسلام میں
جنت الفردوس رکھی ہے جب ہی انعام میں

احترامِ حقوق

سب برابر کے رکھے حق نے حقوقِ مسلمیں
جان و مال و آبرو کا اک کو اک پر حق نہیں

فریضۂ ملّیہ

حق نے فرمایا ہے اک دوسرے کا یوں معیں
کلمہ گو آپس میں سب ہیں ایک اور ہے ایک دیں
ہر طرف پھیلائیں نیکی اور برائی چھوڑ دیں

اور برائی سے خود ہی کیا سب ہی کا منہ موڑ دیں

خیر امت بس اسی باعث لقب ان کو دیا

آخرت کے واسطے اک بہتریں وعدہ کیا

معاشرتِ خانگی

ہے زن و شو پر نظامِ خانگی کا انحصار

یعنی فرمایا ہوں آپس میں تعلق خوشگوار

مرد و زن میں عقد کا اللہ نے بھیجا پیام

اور پلایا پھر میاں بیوی کو اک الفت کا جام

اس کا شاہد کون ہے اللہ کا خود ہے کلام

عقد کر سکتے ہیں کس سے اور کس سے ہے حرام

مہر بھی واجب رکھا ہے مرد پر اللہ نے

مرد کو سردار گھر بھر کا کیا اللہ نے

وراثت

ہے وراثت کا بیاں بھی صاف تر قرآن میں
حصّے دار اللہ نے رکھے یتیم اور عورتیں
ان کو کچھ ملتا نہ تھا تھوڑا انہیں بھی حق دیا
حصّہ دارانِ وراثت میں انہیں بھی گن لیا

آداب و قصاص و حدود

حکم آداب و قصاص اللہ نے قرآن میں
صاف فرمایا بیاں چشمِ بصیرت سے پڑھیں
اور سزا ہر جرم کی حق نے مقرر خوب کی
جس کی خود تفصیل فرمائی ہے قرآں میں لکھی

صفات و اخلاق

حُسنِ صورت وہ کہ جس کو دیکھ کر کلمہ پڑھیں
حُسنِ سیرت وہ کہ جس پر جان و دل قرباں کریں

آپ مسکینوں کے حامی تھے غریبوں کے مُعیر
بس انہیں چیزوں پہ حق کا آپ نے سینچا ہو دیں

پاکیزگی

جسم کی حضرت کو تھا بیحد صفائی کا خیال
دیکھتے میلا کسی کو آپ کو ہوتا ملال

فصاحت وبلاغت

تھی عرب کے ہر قبیلے کی زباں وردِ زباں
ہر زباں میں آپ کا مشہور تھا حُسنِ بیاں
ہر زباں میں تھی فصاحت لائقِ صد آفریں
ساتھ میں حسنِ بلاغت جس کی کوئی حد نہیں

حلم

افتخارِ دوجہاں گویا تحمّل آپ کا
اس کے ہی پہلو بہ پہلو تھا تحمّل آپ کا

حِلم کی تاکید تھی حق کی طرف سے آپ کو
صبر ہے اتنا ہی میٹھا صبر جتنا کر سکو
آپ کی جانب سے اتنی صبر کی کوشش ہوئی
مرتے دم تک بھی نہ اس میں آپ سے لغزش ہوئی

جُود و سخا

آپ رد کرتے نہ تھے سائل کا کوئی بھی سوال
کوئی خالی ہاتھ واپس آئے گھر سے کیا مجال
تھا خصوصاً جود و بخشش کے لئے ماہِ صیام
مفلس و لاچار ہر دم آپ کا لیتے تھے نام

شجاعت

ہے شجاعت آپ کی ہر غزوۂ دیں سے عیاں
آپ کے آگے نہ رکتا تھا کوئی بھی پہلواں
معرکہ جب سخت ہوتا تھا تو بڑھتے تھے حضور

کامیاب ہر معرکے میں آپ ہوتے تھے ضرور

حیا

ناگوارِ خاطرِ مخلوق جو ہوتا سخن
روکتے اس پر زباں اور بند رکھتے تھے دہن
دیکھتے کب تھے کسی کو یہ نگاہِ تیز سے
جس سے بھی کرتے سخن حُسنِ تبسم ریز سے

حُسنِ معاشرت

ایک ہر چھوٹے بڑے سے آپ کا برتاؤ تھا
ہجو گوئی کو ہمیشہ آپ فرماتے بُرا

رافت و رحمت

تھی مسلمانوں ہی پر رحمت نہ ذاتِ صد صفات
دو جہاں کے واسطے رحمت تھے فخرِ کائنات
دشمنوں سے بھی اُسی شفقت سے پیش آتے تھے آپ

جس طرح سے مسلموں پر رحم فرماتے تھے آپ
حق نے فرمایا رؤف اور حق نے فرمایا رحیم
رحمت اللعالمیں کہتا ہے اُن کو خود کریم

عہد و پیمان

عہد کر کے یاد رکھتے تھے کہ کرنا ہے وفا
اور ہر پیماں شکن کو آپ کہتے تھے بُرا
دوست ہو یا ہو وہ دشمن جس سے پیماں کر لیا
چاہے جو کچھ بھی ہوا لیکن اُسے ایفا کیا

مُروّت اور تواضع

آپ میں حسنِ تواضع اور مروّت بیش تھی
احترامِ دوست دُشمن کو نہ رد کرتے کبھی

راستی و وقار

عدل و انصاف و امانت اور دیانت الاماں

آپ ان اوصاف میں بیشک تھے فخرِ دوجہاں
آپ کے ہر فعل سے ظاہر تھا حدِ درجہ وقار
آپ کی عزت بڑھاتا تھا سدا پروردگار

بیت نبوی

آپ نے قبلِ نبوت عقد اک اپنا کیا
جو خدیجہؓ سے ہوا باحکمِ ربِّ دوسرا
آپ جب تک بھی رہیں زندہ بھی بیوی رہیں
آپ کی ان کے علاوہ اور کوئی زوجہ نہ تھیں
سب سے پہلے حضرت قاسمؓ تھے حضرت کے پسر
تھے ابوالقاسم ان ہی کے نام پر خیرالبشر
پھر ہوئیں زینبؓ اور اسکے بعد عبداللہؓ ہوئے

[1] سوائے حضرت ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے تمام اولاد آپ کی حضرت خدیجہ کے شکم سے تھی۔ [2] چار سال کے ہو کر انتقال کر گئے۔ [3] عبداللہ آپ کا لقب طیب و طاہر تھا دو سال کی عمر میں گذر گئے

امّ کلثومؓ اور رقیہؓ[۵۱،۵۲] بعد اس کے آپ کے
فاطمہؓ زہرا[۵۳] ہوئیں پھر پیدا سب کے بعد میں
زوجہ حضرت علی ہیں آپ با اولاد ہیں
بیویاں اکثر تھیں یوں تو شاہِ دیں کو جن میں سے
اک خدیجہ مر گئیں تھیں سامنے حضرت ہی کے
دوسری زینب تھیں جو پیشِ رسولِ باکمال
کر گئیں اس دہرِ فانی اس جہاں سے انتقال
آپ کی نو[۵۴] بیویاں بیوہ ہوئیں جو تھیں حیات
چھوڑ کر جن کو گئے دُنیا سے فخرِ کائنات

---

۵۱ و ۵۲ امّ کلثوم اور رقیہ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ ۵۳ حضرت فاطمہ کے علاوہ آپ کی اولاد میں کوئی صاحبِ اولاد نہیں ہوا۔ حضرت فاطمہ سے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ شہید کربلا اور حضرت زینبؑ اور حضرت امّ کلثوم تھیں۔
۵۴ سودہؓ[۱] بنت زمعہ یہ قبیلہ بنی عامر سے تھیں، بیوہ آپ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت عائشہؓ[۲] حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی تھیں اور کنواری عقد میں آئیں۔ حضرت حفصہؓ[۳] بنت عمر ابن خطاب جو بیوہ آپ کے عقد میں آئیں۔ حضرت امّ سلمہؓ[۴] مخزومی پہلے ابوسلمہ کی (بقیہ بر صفحہ ۱۸۶)

وفات

جب وداعی حج سے واپس آ چکے حق کے حبیب
تھا صفر سن گیارہ ہجری دن تھے رحلت کے قریب
مبتلائے تپ ہوئے حضرت کہا اے ازدواج
دو اجازت عائشہ کے گھر کو میں جاتا ہوں آج
عائشہ کے گھر گئے آرام فرمایا وہیں

(بسلسلہ صفحہ ۱۵۵) بیوی تھیں۔ اُن کے انتقال کے بعد آپ کے عقد میں آئیں۔ حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان زوجہ عبداللہ بن جحش بیوہ ہو کر حضور کے عقد میں آئیں۔ حضرت زینبؓ جحش آپ کی کھپی زاد بہن تھیں زید بن حارث حضور کے متبنیٰ کی زوجیت میں تھیں۔ چونکہ متبنیٰ کی مطلوقہ یا بیوہ سے لوگ نکاح حرام سمجھتے تھے اس لئے منافقت کی بنا پر جب زید بن حارث نے طلاق دی تو حکم خداوند عالم سے آپ نے اُن سے نکاح کیا۔ حضرت جویریہؓ بنی مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی تھیں جنگ میں گرفتار ہوئیں حضور کے نکاح میں آئیں۔ ان کے نکاح کی بدولت ان کا تمام قبیلہ آزاد ہوا اور باپ اسلام لائے۔ حضرت میمونہؓ بنت حارث بیوہ تھیں حضرت سے نکاح ہوا۔ حضرت صفیہؓ قبیلہ یہود کے ایک سردار کی بیٹی تھیں اُن کے شوہر جب قتل ہو گئے تو حضور نے نکاح فرمایا۔

پہونچے بیماری ہی میں اک روز مسجد کے قریں
بیٹھکر ممبر پہ فرمایا یہ سب اصحاب سے
اہلِ ایماں ہو محبت کرنا تم احباب سے
حضرتِ صدیق سے بولے پڑھانا تم نماز
حکم مولا سے ہی پہونچا آپ کو یہ امتیاز
لاکھ کوشش پر صحابہ کی مرض بڑھتا گیا
اور قریبِ مرگ پہونچے افتخارِ انبیا
جب ربیع اوّلیں کی بارھویں تاریخ آئی
دے گئے حضرت مسلمانوں کو اُف داغ جدائی
عمر تھی اس وقت حضرت کی تریسٹھ ۶۳ سال کی
روح اعظم عالمِ علوی کو راہی ہو گئی
آپ کے اعجاز کا کیسا اثر تھا دیکھئے
حضرت فاروق بولے واسطہ کیا موت سے

قبض کر سکتا ہے ان کی روح کو کون آکر بھلا
ہاتھ میں تلوار تھی اور اُن کا غصّہ تھا بُرا
اور کہتے تھے کہے گا جو کہ حضرت مر گئے
میں سزا دونگا اُسے اپنی اسی تلوار سے
آئے جب صدیق اکبر سب مسلمانوں کے پاس
اور کہا سب کو مخاطب کر کے یہ ہو کر اُداس
آج ہم تم سب سے رُخصت ہو گئے پیارے رسول
قلب غمگیں آنکھ تر ہے اور ہے دل بھی مُلول
سب مسلمانوں سے فرمانے لگے پھر یہ خطاب[1]
تم میں سے اے لوگو جو بھی تھا پرستارِ جناب
جو پرستش کرتا تھا ذاتِ رسول اللہ کی

---

[1] ایھا الناس من کان یعبدُ محمداً فانه قدمات ومن کان یعبدُ اللہ فانّہ حیّ لا یموت۔ لوگو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا وہ جان لے کہ وہ تو گزر گئے۔ اور جو اللہ کی پوجا کرتا تھا وہ اللہ زندہ ہے وہ مرنے والا نہیں۔

جان لے یہ موت ان کو آج آکر لے گئی
اور جو اللہ کی پوجا کیا کرتا تھا وہ
یعنی جو اللہ کو اپنا خدا کہتا تھا وہ
وہ سمجھ لے وہ خدا زندہ ہے مر سکتا نہیں
دہر میں کوئی فنا اس کو تو کر سکتا نہیں
وہ ہمیشہ سے ہے قائم اور رہیگا وہ یونہیں
اُس پہ ہم اسلام لائے ہے اسی پر اپنا دیں
دین سے ہرگز نہ پھرنا ان کے تم مرنے کے بعد
اور اگر ایسا کیا ان کے قضا کرنے کے بعد
وہ بگاڑے گا بھلا اللہ کا کیا کچھ نہیں
ویسے وہ ہے اہلِ صبر و شکر کا از حد معیں
یہ بیاں سُنکر بقیں حضرت عمر کو آگیا
غش ہوا طاری یہ سنکر رنج و غم اتنا ہوا

پھر سقیفے میں بہم سارے مسلماں ہو گئے
ہاتھ پر بیعت ہوئی اس وقت پھر صدیق کے
غسلِ میّت روزِ سہ شنبہ کو حضرت کا ہُوا
چادریں تھیں چار حضرت کو کفن جن کا ملا
اور اسی حجرہ میں فرمایا تھا جس میں انتقال
رکھ دیا سب نے کہ تھا سب کو بہت رنج و ملال
اور وصیت کے مطابق ہی جنازہ کی نماز
ہر کہ و مہ نے پڑھی و شاہ تھا یا تھا ایاز
دوسرے دن رات تک یہ سلسلہ جاری رہا
بعد اسکے دفن اس حجرے ہی میں ان کو کیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس نبیِ پاک و برتر پر فدا کون و مکاں
پائی جس کے فیض سے سب نے حیاتِ جاوداں

وہ شفیع المذنبین وہ رحمت اللعالمیں
جسکے صدقے میں ہے دنیا جسکے صدقے میں ہے دیں

جن کی سیرت میں ہے مضمر رازِ سربندِ حیات
جس کی صورت دیکھکر پائیں گے دو عالم نجات

اس کی سیرت لکھ رہا تھا میں غریب و ناتواں
شکر خالق کا کہ آخر ہو گیا میں کامراں

جس قدر بھی تھی بضاعت جسقدر بھی علم تھا
میں نے سب کچھ کہدیا ہے میں نے سب کچھ لکھدیا

ادعائے شاعری مجھکو نہیں ہے زینہار
ہاں مگر اک آگ ہے سینے کے اندر شعلہ بار

اسکی رو میں جو بھی لکھ جاتا ہوں لکھ جاتا ہوں میں
بیشتر اغلاط سے بھی ان کو پُر پاتا ہوں میں

یہ حقیقت ہے کہ جس کا کر رہا ہوں میں بیاں

انکساری سے نہیں کھولی ہے یہ میں نے زباں
پڑھنے والے از رہِ لطف و کرم کر دیں معاف
بیخودی میں حالتِ دل کہہ گیا ہوں صاف صاف
صرف دل میں یاد رکھیں شاعرِ ناشاد کو
دل شکستہ دل گرفتہ غمزدہ بہزاد کو

(ختم شد)

بہزاد لکھنوی کی دیگر تصانیف

نغمۂ نور:۔ پہلا مجموعۂ کلام جس میں سو غزلوں کے علاوہ نظمیں اور گیت بھی شامل ہیں۔ مجلّد اور دلکش سرورق سے آراستہ۔ ۔۔۔۔۔۔ قیمت عہ

کیف و سرور:۔ دوسرا مجموعہ۔ سو غزلوں کے علاوہ نظمیں، گیت اور بھجن شامل ہیں۔ مجلّد اور خوشنما سرورق۔ ۔۔۔۔۔۔ عہ

موجِ طہور:۔ جس میں پچاس نعتیں، کئی سلام، غزلوں، گیتوں کے علاوہ کلام قدیم بھی شامل ہے۔ مجلد۔ نظر فریب گردپوش سے آراستہ۔ قیمت عہ

چراغِ طور:۔ کلام جدید کا مجموعہ جس میں غزلیں، نظمیں، گیت وغیرہ شامل ہیں۔ خوشنما اور دلکش گردپوش سے آراستہ۔ ۔۔۔۔۔۔ قیمت عہ

موجِ نور:۔ بہزاد کے سو گیتوں کا دلنواز مجموعہ۔ مجلد اور دلکش سرورق۔ ۔۔ ۱۲؍

ملنے کا پتہ:۔ ساقی بک ڈپو۔ دہلی